

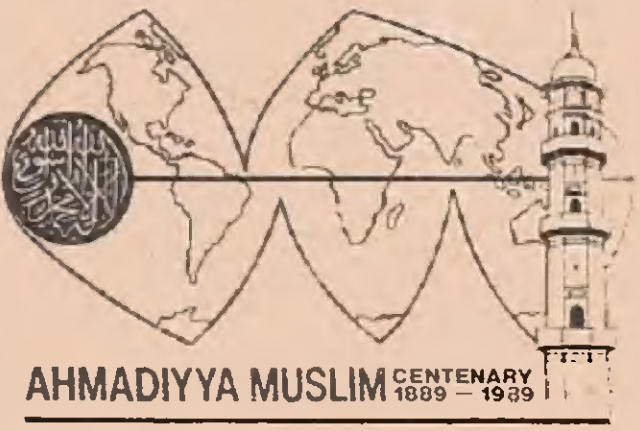
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Regd. No. P/GDP- 6.

Phone No 35.

وَلَقَدْ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللَّهِ رَبِّدَارٍ وَانْتَقَزْنَا لَوْلَا

ہفت روزہ
پندر
قادیان



AHMADIYYA MUSLIM CENTENARY 1889 - 1989



شبیبہ مبارک سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
جنہوں نے باذن الہی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت لے کر
جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور بفضلہ تعالیٰ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء سے
کرۃ ارض کے ۲۰ ممالک میں جماعت احمدیہ صد سالہ جشن تشکر منا رہی ہے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا بیانی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان



جسکے لائن نمبر



ایڈیٹر: عبدالحق فضل
نائب: قریشی محمد فضل اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



صد سالہ جشن تشکر کی عظمت اور اس کی برکات

● قرآن کریم میں جماعت احمدیہ کی پہلی صدی کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الفجر کی آیت وَاللَّيْلُ إِذَا يَسَّرَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”اس حصہ آیت میں پھر ایک اور صدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دس تاریک راتوں کے بعد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے معاً بعد اسلام کی ترقی نہ ہوگی۔ وہ فجر تو ان کے بعد (ظہور مہدی سے) ناقل (ظاہر ہو جائے گی)۔ شعاع نور نظر آجائے گی اور لوگوں کی امیدیں بندھ جائیں گی۔ مگر ابھی رات نہ جائے گی۔ بلکہ ایک صدی کا ابھی وقفہ ہوگا۔..... اس عرصہ میں یقیناً دوبارہ اللہ تعالیٰ کے کسی جلوہ کے ساتھ یوم الفتران ظاہر ہوگا۔ اور کسی خاص نشان کے ذریعہ احمدیت کو تقویت حاصل ہوگی۔ گویا کہ بدر کی جنگ آخری جنگ نہیں تھی، اس کے بعد بھی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اسی طرح اس کے بعد بھی مخالفین سے ہماری لڑائیاں جاری رہیں گی مگر بہر حال احمدیت کو اُس وقت تک ایسے رنگ میں غلبہ میسر آجائے گا کہ دشمن اس کو محسوس کرنے لگ جائے گا۔“ (تفسیر کبیر جلد ہشتم ص ۵۲)

● قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق احمدیت کی پہلی صدی جو رات سے مشابہت رکھتی تھی اس کے اختتام پر جشن تشکر منانا ضروری تھا۔ اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

”۱۹۳۹ء میں خلافتِ ثانیہ کی برکات پر رُبعِ صدی کے عرصہ کی تکمیل ہونے کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح اثنی عشری رضی اللہ عنہ اقدس میں شکرانہ کے طور پر خلافتِ جوہلی منانے کی اجازت کی درخواست گذارش کی گئی۔ حضورؐ نے فرمایا خلافت کی جوہلی منانے میں تو شاید مجھے تامل ہوتا لیکن ۱۹۳۹ء میں ہی سلسلہ کے پچاس سال پورے ہوں گے۔ اس لحاظ سے جوہلی منانے کی اجازت ہے۔ اور اس سلسلہ میں یہ ارشاد بھی فرمایا کہ سلسلہ کے سو سال پورے ہونے پر بڑی شان سے جوہلی منانا۔“

(دیباچہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم)

حضورؐ نے ۱۹۵۸ء میں پھر تلقین فرمائی:-

”سو سال کی جوہلی بڑی جوہلی ہوتی ہے۔ جب جماعت احمدیہ کو وہ دن دیکھنے کا موقع ملے تو اس کا فرض ہے کہ وہ جوہلی منائے..... اس کے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے وہ انشاء اللہ وہ دن بھی دیکھ لیں گے جب ساری دنیا میں احمدی ہی احمدی ہوں گے۔“

(الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۵۸ء)

● اس کے مطابق نافلہ موعود سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح اثلث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء کو جلالہ نمبر ۱۰۷۰

● آج سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی نہایت بابرکت قیادت میں پہلی صدی کے اختتام پر ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء تا ۲۲ مارچ ۱۹۹۰ء زمین کے کناروں تک جماعت احمدیہ صد سالہ جشن تشکر بڑے واہانہ انداز میں منا رہی ہے۔ اور ہر سعید روح جماعت احمدیہ کی طرف کھینچی چلی آرہی ہے۔

تَرَىٰ نُصْرَ رَبِّي كَيْفَ يَأْتِي وَيُظْهِرُ ۖ وَيَسْعَىٰ الْبِنَاكُلُ مَن هُوَ يُبْصِرُ
(درمیں عربی)

یعنی تو میرے رب کی مدد کو دیکھتا ہے کہ کس طرح آرہی اور ظاہر ہو رہی ہے۔ اور ہر وہ شخص جو بصیرت رکھتا ہے ہماری طرف دوڑا چلا آرہا ہے۔

● سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے آئندہ المکذبین کو ایک سال کی میعاد کے ساتھ ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو مباہلہ کا کھلا چیلنج جملہ شرائط کے ساتھ دیا تھا۔ جو احمدیت کی دوسری صدی میں اپنی میعاد کو پہنچا۔ لہذا مباہلہ اور صد سالہ جشن تشکر کی برکات ایک دوسرے میں پیوست ہو گئی ہیں۔

● مباہلہ کی پہلی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ مکذبین نے قبول کرنے کی بجائے طرح طرح کے بہانے بنا کر راہ فرار اختیار کی۔ اور اس طرح یہ قوم خطرناک نہایت اور ہلاکت سے بچ گئی۔ ورنہ یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ایک سال کے اندر تباہ و برباد اور ہلاک ہو جاتے۔!!

● دوسری عظیم الشان برکت یہ ظاہر ہوئی کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام علماء آیت مباہلہ لَعْنَتُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ کے پورے پورے مصداق ثابت ہو گئے۔ ان سب نے بھی اگرچہ راہ فرار ہی اختیار کی اس لئے عام ہلاکت سے بچ گئے لیکن یہ سب پانچ سال سے جھوٹ بولتے چلے آ رہے تھے کہ ان کے رہنما اسلم قریشی کو حضرت مرزا ظاہر احمد امام جماعت احمدیہ اور بعض دوسرے احمدیوں نے ہلاک کر دیا ہے۔ چنانچہ چیلنج مباہلہ کے ایک ماہ گزرنے پر اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اسلم قریشی اچانک نمودار ہو گئے اور اس طرح چیلنج مباہلہ کے بعد یہ تمام علماء جھوٹے ثابت ہو کر آیت مباہلہ کے پورے پورے مصداق ثابت ہو گئے۔ اور اسلم الطبع معاصرین کے لئے احمدیت کی صداقت کو پہچاننے کا موقع پیدا ہو گیا۔

آغاز سفر شرط ہے ورنہ یہ منزلیں قدموں کے آس پاس ہیں دیکھا کرے کوئی

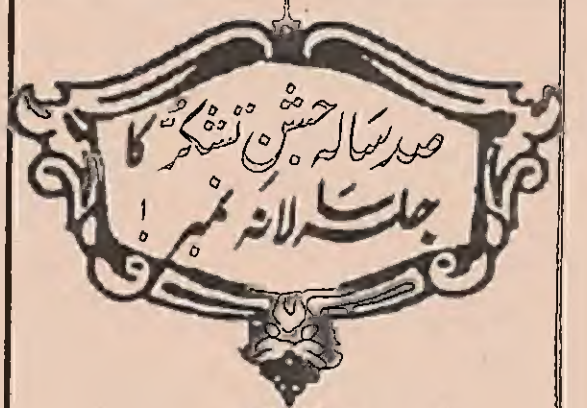
● تیسری عظیم الشان برکت اس طرح منظر عام پر آئی کہ ضیاء الحق ڈکٹیٹر پاکستان نے جماعت احمدیہ کے خلاف آرڈینینس جاری کر کے انسانیت سوز مظالم ڈھائے۔ اس نے بھی زبان یا تخریر کے ذریعہ تو مباہلہ قبول نہ کیا۔ لیکن پاکستانی احمدیوں پر مظالم کی تمام تر ذمہ داری اُس ایک شخص پر عائد ہوتی تھی۔ لہذا حضورؐ نے اسے تمام آئندہ المکذبین کا امام قرار دیتے ہوئے بتایا کہ وہ قبول کرے یا نہ کرے اُس کا ظلم کو جاری رکھنا ہی مباہلہ قبول کرنے کے مترادف ہے۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۶ پر)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات میں عالمی سطح پر منائے جانے والے صد سالہ جشن تشکر کی وجہ سے غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔

اجاب کرام دل و جان سے پیارے آفت کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھیں۔

ہفت روزہ بدر قادیان



۲۱/۱۴ - جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

۲۱/۱۴ - شنبہ ۱۳۹۸ ش

۲۱/۱۴ - دسمبر ۱۹۸۹ء



شرح چندی

سالانہ ————— ۶۰ روپے

ششماہی ————— ۳۰ روپے

مالک غیر بذریعہ بحری ڈاک { ————— ۲۵۰ روپے

فی پرچہ ————— ۲۵ - ۱ روپیہ

خاص نمبر ————— ۴ روپے

قرآن مجید

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ٥
وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْعَقُوا أَيْحُهُمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٦ ذَلِكَ فَضْلُ
اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ٧ (سُورَةُ الْجُمُعَةِ : رُكُوع ١)

تجربہ ہے۔ وہی خدا ہے، جس نے ایک اُن پڑھ قوم کی طرف اسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود اُن پڑھ ہونے کے) اُن کو خدا کے احکام سناتا ہے۔ اور اُن کو پاک کرتا ہے، اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی مجھول میں تھے۔ اور اُن کے سوا دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں، اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۞

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ مجملہ نازل ہوئی جس میں یہ آیت بھی تھی **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَيَأْتِلْحَقُوهَا بِهِنَّ** حضورؐ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آخرین سے کون لوگ مراد ہیں؟ جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ حضورؐ سے تین مرتبہ دریافت کیا گیا۔ اسی مجلس میں حضرت سلمان فارسیؓ بھی بیٹھے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان شریک کے پاس بھی ہو گا تو ان (اہل غیاب) میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص اس کو پالیں گے۔“ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ مجملہ)

اس حدیث نبویؐ نے قرآن مجید کی اس آیت کی بالکل واضح تفسیر کر دی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اول : ہمیں کسی شخص کی بعثت کی پیشگوئی کی گئی ہے جس کی آمد گھوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی آمد تصور کی جائے گی۔ دوم : اس کے ماننے والے صحابہ کے رنگ میں رنگیں ہو کر صحابی کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ سوم : وہ شخص فارسی الاصل ہوگا۔ چہاں : وہ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوگا جب اسلام دنیا سے آٹھ بجائے گا۔ اور قرآن کے صرف الفاظ دنیا میں رہ جائیں گے۔ پنجم : اس کا کام کوفی نئی شریعت لانانا ہوگا بلکہ قرآنی تعلیمات کو سہی ان کی اصل حالت میں دنیا میں قائم کر دے گا۔ اور قرآن کریم کی طرف ہی لوگوں کو بلانے کا اہم کارسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بعثتوں کو سزا جمعہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں روز روشن کی طرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح و وعد اور مہدی معبود علیہ السلام کے مقدس وجود میں پوری ہو رہی ہیں۔

(ایڈیٹر)

کوئی بتلاتے اگر حق کو چھپایا ہم نے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کا دعائیہ پیغام

فریاد :۔۔۔۔۔ " یسوعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحیح مجھے یہی بتا دے کہ کو بد رہنما ہے۔ وہ اندھیرے میں گھوم رہے ہیں والوں کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو۔ میں یہی میرا پیغام ہے۔ "

2A-9-06

(پتہ ۱۵، ستمبر ۱۹۵۷ء)

پچاس سال قبل

نمبر بیکہ

22

شفایطریقت سلسلہ عالیہ احمدیہ

تحریر فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام

- اول**۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔
- دوم**۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت سے اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا منسوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے۔
- سوم**۔ یہ کہ بلا ناغہ پنج وقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔
- چہارم**۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں کے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔
- پنجم**۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت، غم اور تسکین اور نعمت اور بلا میں خدا سے تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ بہر حال راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر ایک دولت اور دکھ کے مقبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔
- ششم**۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آئے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔
- ہفتم**۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔
- ہشتم**۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز سمجھے گا۔
- نہم**۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک اس میں چل سکتا ہے اپنی خدا و اطاعتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔
- دہم**۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض اللہ باقرار طاعت و معروف و باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(”اشتہار تمیل تبلیغ“ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

خدا تعالیٰ کا ایک خالص گروہ

”یہ سلسلہ بیعت محض ہمدردی و شفقت یعنی تقویٰ شہادت کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔۔۔۔۔ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال و ظہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے۔ تا دنیا میں محبت الہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا۔ اور انہیں گندی زسیت سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشنے کا وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے، اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا متقیوں کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبشاری کرے گا اور اس کو نشو و نما دے گا جہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو آویجی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلا دے گا۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو متبوعیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔

فَالْحَمْدُ لَهُ أَوَّلًا وَآخِرًا وَظَاهِرًا وَبَاطِنًا - أَسْلَمْنَا لَهُ - هُوَ مَوْلَانَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - نَعُوذُ بِالْمَسْئُولِ وَنَعُوذُ بِالْمُعْتَمِرِ“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۴، ۱۹۸)

نعمتِ سرافت

سے متعلق

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے روح پرور ارشادات

”جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر اعتراض کرو تو سخت حماقت ہے۔ میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے، فرمایا اِنْفِجَاعُ فِی الْأَرْضِ خَلِیْفَتَہٗ نَا اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مُفْسِدٌ فِی الْأَرْضِ اور مُسْفِكُ الدَّمِ ہے۔ مگر انھوں نے اعتراض کر کے کیا پھل لیا؟ تم قرآن مجید پڑھ لو کہ آخر انھیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی تجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ ابی اور استغبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا؟ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے ”اِنَّ جُذُو الْاِذَاۓمَ“ کی طرف سے آئے گی۔ اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔ پھر دوسرے خلیفہ داؤد تھا یا داؤد اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ داؤد کو نبی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایچی ٹیشن کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کوڑ پڑے۔ مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنا دیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔“ (اخبار بکدر ۱۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

”سنو! میرے دل میں کبھی یہ عرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی یہ راہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا اور حضرت حیثیت میں گیا مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا۔ میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا مجھے تمہارا امام اور خلیفہ بنا دیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے ان کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو؟ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ میں کسی کا خوشامدی نہیں۔ مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ میں تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں۔ اور خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گزرے۔ اللہ تعالیٰ نے مخفی رہی خزانہ مجھے دیا کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی، میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ، ان کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کیا کفالت کرو گے۔ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ۔ جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے۔ اور جو نہیں سنتا اس کو سننے والے پہنچا دیں کہ..... اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حق دل دیا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو، ابلیس نہ بنو۔“ (اخبار بکدر ۱۴ جولائی ۱۹۱۲ء)



قرآن کریم میں احمدیت کی پہلی صدی کا ایمان افروز ثبوت

بقیۃ صفحہ (۷)

اسی سال عالمی شہرت کے احمدی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز ملا۔ پھر ۴۵ میں ۳۷ کا عدد جمع کیا جائے تو ۱۹۸۲ء نکل آتا ہے۔ اس سنہ میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ کی نہایت بابرکت خلافت کا آغاز ہوا۔

پھر ۴۵ میں ۳۶ کا عدد جمع کیا جائے تو یہ ۱۹۹۰ء بنتا ہے۔ چنانچہ ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۱ء تک صد سالہ جوبلی منافی جاری ہے جس کی عظیم برکتیں ظاہر و باہر ہیں۔ پس اس تفسیر کی صداقت پر یہ ایک مشاہداتی ثبوت ہے

جو بذاتِ خود سوچنے والوں کے لئے ایک پُر عظمت نشان ہے۔ ۱۸۹۰ء میں باذنِ الہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی اعلان فرمایا تھا۔ پس احمدیت کی پہلی صدی جو ایک رات سے مشابہت رکھتی تھی، خدا تعالیٰ کے فضل سے ختم ہو گئی ہے۔ اور دوسری صدی کے پہلے سال میں ہے شمار برکتوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ الحمد للہ! (ایڈیٹر)



یتامی اور مساکین کی پرورش اور خیر گہری متعلق نہایت بصیرت افزا و حساس

أَرْافَاضَاتُ سَيِّدِنَا حَضْرَتِهِ ^{صَلِّحْ} مَوْعُودِ خَلِيفَتِهِ الْمَسِيحِ النَّثَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضور انور قرآن کریم سورۃ الفجر کی آیت کَلَّا بَلْ لَّا تُكْرَهُونَ الْيَتِيمَ وَلَا تَحْقُقُونَ
عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”میں نے ایک دفعہ گھر میں نصیحت کی کہ تینا ماما سے ایسا ہی سلوک کرنا چاہیئے جیسے اپنے بچوں سے کیا جاتا ہے۔ اگر اس رنگ میں ان سے سلوک نہیں کیا جاتا تو قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تم نے کسی یتیم کی پرورش کی ہے۔ میں نے کہا کہ میں بعض یتیمی کا خرچ خود دیتا ہوں مگر بچہ میری بعض بیویاں اُن سے اس طرح کام لیتی ہیں جس طرح نوکر دوسے کام لیا جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان سے مکالمہ بالکل نہ لیا جائے۔ اگر ان سے کام نہیں لیا جائے گا تو وہ آوارہ ہو جائیں گے۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ اُن سے ایسا ہی کام لیا جائے جو اپنے بچوں سے بھی لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی کام ایسا ہو جو ہم اپنے بچوں سے کروانے کے لئے تیار نہ ہوں تو وہ کام میں کسی یتیم سے بھی نہیں لینا چاہیئے۔ بہر حال میں نے گھر میں نصیحت کی کہ روپیہ دوں دیتا ہوں مگر کام کی ذمہ داری تم پر ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ ایسے رنگ میں اُن سے کام مت لو گویا وہ تمہارے نوکر ہیں۔ میری اس نصیحت کے بعد اُم ماما ہر مرحومہ نے ایک یتیم بچہ پالا۔ بعد میں تو اس کی حالت ایسی اچھی ثابت نہیں ہوئی۔ مگر بہر حال انہوں نے اُس بچے کو اُسی طرح پالا جس طرح وہ اپنے بچوں کو پالتی تھیں۔ اور انہوں نے کسی قسم کا فرق پیدا نہ ہونے دیا۔

اس بارہ میں تہایت ہی اعلیٰ نمونہ عزیزم مرزا مظفر احمد نے دکھایا۔ یہ جو میرے بھتیجے ہیں۔ بنگال کے وہ فاضل زدہ لوگ جو اکھول کی تعداد میں وہاں ہلاک ہوئے ہیں ان میں سے ایک کی تعلیم کچی رہ کر انھوں نے اس کی پوروش شہرِ دہلی کی ہے۔ اور اس عملگاہ اور خوبی سے ساتھ وہ اس کی پرورش کر رہے ہیں کہ اس میں اوّل ان کی اپنی لڑکی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ وہ اس کو مار پیٹ لیتی ہے اور یہ اس کو مار پیٹ لیتی ہے۔ دونوں کے بالکل ایک جیسے کپڑے ہوتے ہیں۔ ایک بیسا دونوں کو کھانا کھاتے ہیں۔ ایک جیسی دونوں کو تعلیم دلاتے ہیں۔ اور ایک جیسی دونوں کی نگرانی رکھتے ہیں۔

اُن کی روشنی کی روشنی کو باجی نہتی اور اس کا احترام کرتی ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے یتیم کا پالنا کہتے ہیں۔ یتیم کا پالنا یہ نہیں کہ کسی کو گھر میں نوکر کے طور پر رکھ لیا۔ سارا دن اُس سے کام لیتے رہے۔ کھانے کو اُسے رُوکھی سوکھی روٹی دے دی۔ پیسنے کے لئے پھٹا پڑا کپڑا دے دیا۔ ذرا غلطی ہوئی تو گالیاں دینے لگ گئے یا تھپڑوں سے اس کی مرت شمرد کر دی اور پھر یہ خیال کر لیا کہ ہم یتیم کی پرورش کر رہے ہیں۔ اسے اسلامی اصطلاح میں قطعاً یتیم کی پرورش نہیں کہا جاتا۔ یتیم پروری یہ ہے کہ انسان اپنے بچوں کی طرح دوسرے کے یتیم بچہ کو رکھے۔ اور اپنے سلوک میں ذرا بھی فرق نہ آنے دے۔ محض کئی کو روٹی کھلا دینا اور بات ہے اور یتیم پروری اور چیز ہے۔ قرآن کریم نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ لَا تَقْلَبُ وَجْهَكَ إِلَى يَتِيمٍ۔ اے لوگو! تم یتیم کا اکرام نہیں کرتے تھے۔ یہ نہیں کہا کہ لَا تَقْلَعُوا مِنَ الْيَتِيمِ۔ اے لوگو! تم یتیم کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اگر محض کھانے کا ذکر ہوتا تو یہاں اکرام کا لفظ نہ آتا بلکہ اِطْعَام کا لفظ ہوتا۔ اکرام کا لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکھا جانا صاف بتا رہا ہے کہ الہی مشاہدہ ہے کہ یتیموں کی ایسے رنگ میں پرورش کی جائے کہ اُن کا احترام بد نظر ہو۔ یہ نہ ہو کہ صدقہ کے طور پر اُن کو روٹی دی جا رہی ہو۔

ہیں نے قادیان میں ایک دفعہ شمیم خانہ بنایا تو حضورؐ سے دنوں کے بعد ہی مجھے پتہ لگا کہ ان یتیموں
 سے سارا سارا دن کام لیا جاتا ہے۔ کام لینا منع نہیں لیکن ہمیں ان سے اتنا ہی کام لینا چاہیے جتنا
 ہم اپنے بیٹے سے کام لیتے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ ہمارا بیٹا تو آرام سے بیٹھا رہے اور کام کا بوجھ یتیم پر ڈال
 دیا جائے۔ محض اس لئے کہ اس کا باپ زندہ نہیں، اس کی ماں زندہ نہیں۔ اور وہ اب دوسرے
 لوگوں کے رجم پر ہے۔ اُسے بیٹوں کی طرح رکھا جاتے۔ بیٹوں کی طرح اُس سے کام لیا جائے۔ اور پھر
 اگر اس میں اور اپنے بیٹوں میں کبھی رٹائی ہو جائے تو بے شک یہ اُس کو مار پیٹ لیں اور وہ اُن کو مار پیٹ
 لے۔ اُس وقت ماں اُسے یہ نہ کہے کہ خبردار میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھایا تو مجھے مارا کر سیدھا کر دوں گی۔
 اگر اس طرح کسی یتیم کو رکھا جائے تو بیشک کسی غلطی پر اُسے مار بھی لیا جائے، اس میں کوئی حرج نہیں۔
 آخر ہم اپنے بچے کو بھی بعض دفعہ مار لیتے ہیں۔ پھر اگر کسی یتیم کو اس کا کسی غلطی پر یا مکمل اس طرح جس
 طرح ہم اپنے بچوں کی اصلاح کے لئے انہیں مارتے ہیں اگر کبھی مار لیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔
 مگر ہر حال اُس کی عزت نظر انداز نہیں ہونی چاہیے۔

قرآن کریم صرف بتناہی کہ کھانا کھا کر ضروری سمجھنا بلکہ فرماتا ہے کہ فومی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے۔ اگر بتناہی کا اکر ایم قوم میں نہیں پایا جاتا تو خواہ تم

ہزار بار لوگوں سے کہو کہ جاؤ اور خدا کی راہ میں مہاؤ۔ جاؤ اور اپنی جانیں قربان کر دو۔ وہ کہیں گے ہم چلے تو جانیں مگر ایسا نہ ہو کہ ہم مہاؤں اور ہمارے بچوں کو تکلیف اٹھانی پڑے۔ لیکن اگر وہ یہ دیکھیں گے کہ ہماری زندگی اور ہماری موت بچوں کی پرورش کے لحاظ سے برابر ہے۔ ہمارے مرنے کے بعد بھی یہ اسی طرح رہیں گے بلکہ موجودہ حالت سے بھی ہزار گنا بڑھ کر ان کی پرورش کے سامان ہوں گے تو بیشک تم قوم کے ایک ایک فرد کو کھٹاتے جاؤ۔ ایک ایک فرد کو مرواتے جاؤ۔ کوئی ایک شخص بھی اپنے قدم کو پیچھے نہیں ہٹائے گا۔ اور خوشی سے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دے گا۔ غرض یہ ایک نہایت ہی عظیم انسان مسئلہ ہے اور جب تک کسی قوم کے افراد اس کو پوری طرح نہ سمجھ لیں وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔

دوسری بات خدا تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وَلَا تَحْضُنْوَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِينِ۔ تم آپس میں ایک دوسرے کو رغبت نہیں دلاتے کہ غریب آدمی کو کھانا کھلایا جائے۔

اگر غریبہ کی خبر گیری نہ ہو تو قومی جنگوں میں کبھی کامیابی نہیں ہوتی اور سپاہی بہت کم ملتے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں غریبہ زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر سپاہیوں اور لڑنے والوں کے ذہن میں یہ ہو کہ ہماری قوم ہماری محسن ہے۔ ہم بیمار ہوئے تو اس نے ہمارا علاج کیا۔ ہمارے پیاس کپڑے نہ تھے تو اس نے ہمارے لئے کپڑے مہیا کئے۔ ہم بھوکے تھے تو اس نے ہمارے لئے غلہ مہیا کیا۔ ہم حاجت مند تھے تو اس نے ہماری حاجت ادا کر پورا کیا۔ تو گو کہینے اور ذلیل لوگ بھی ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔ مگر بہر حال جو شریف ہوں اور یہی طبقہ زیادہ ہوتا ہے، وہ کہیں گے، جب قوم نے ہمارے ساتھ یہ احسان کیا ہے۔ وہ احسان کیا ہے، تو آج ہم قومی ضرورت کے وقت کیوں پیچھے ہٹیں۔ ہم آگے بڑھیں گے۔ اور قوم کے لئے اپنی جانوں کو قربان کر دیں گے۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہم بھوکے مرتے رہے مگر ہمیں کسی نے نہ پوچھا۔ ہم تنگے پھرتے رہے مگر کسی نے ہمارا تنگ نہ ڈھانکا۔ ہم بیمار ہوئے مگر کسی نے ہمارا علاج نہ کیا۔ ہم محتاج ہوئے مگر کسی نے ہماری احتیاج کو رفع نہ کیا۔ تو وہ کہیں گے، ہمارے لئے قوم نے کیا کیا تھا کہ آج ہم اس کے لئے قربانی کریں۔ وہ ہم سے بے اعتنائی کرتی رہی ہے آج ہم اس سے بے اعتنائی کریں گے۔ پس غریبہ کی خبر نہ کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قربانی کا مادہ لوگوں کے دلوں میں سے کم ہو جاتا ہے۔ اور قومی جنگوں میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ !!

میں نے قاریاں ہیں دیکھا ہے ہم کوشش کرتے ہیں کہ غریب کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ہم اُن کے لئے کپڑے مہیا کرتے ہیں۔ اُن کے لئے غلہ کا انتظام کرتے ہیں۔ اُن کی روپیہ سے امداد کرتے ہیں۔ اُن کو طبی امداد ہم پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور حتی الامکان اُن کی تکلیف کو زیادہ سے زیادہ کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے بعد بھی گو کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو باوجود اس سارے انتظام کے جماعت پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں لوگوں کا کام صرف یہی ہے کہ اُن پر روپیہ خرچ کرتے چلے جائیں، اُن پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ لیکن پھر بھی اکثریت ایسی ہے جو محسوس کرتی ہے کہ یہ جماعت ہمارے لئے قربانی کر رہی ہے اس لئے قومی ضرورتوں کے وقت ہمیں بھی دوسروں سے زیادہ قربانی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ لوگ خود بھوکے ہوتے ہیں مگر جب کسی چندہ کی تحریک ہو، مزدوری کر کے بھی اُس میں ضرور حصہ لیتے ہیں۔ اور گو وہ اس تحریک کے مخاطب نہیں ہوتے اور ان پر کسی قسم کی ذمہ داری بھی نہیں ہوتی۔ مگر چونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ قوم ہمارے لئے قربانی کرتی ہے۔ اور وہ ہماری ضروریات کا خیال رکھتی ہے اس لئے وہ بھی قربانی کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ قومی تحریکات میں حصہ دار بن جائیں۔ پس غریب کی خبر گیری کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر قومی جنگ ہو جائے تو چونکہ قوم کی اکثریت غریب پر مشتمل ہوتی ہے اس لئے قوم کو کثرت سے کام کرنے والے مل جاتے ہیں۔ ایک کوڑھیتی کی تلوار صرف ایک تلوار کا کام دے سکتی ہے۔ لیکن جنگوں میں ایک تلوار نہیں کہ وڑوں تلواروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ کہ وڑوں تلواریں اس وقت تک جیتا نہیں ہو سکتیں جب تک کہ وڑوں غریب کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے۔ اور اُن کو پوری طرح مطمئن نہ کیا جائے۔ اگر مساکین کے کھانے پینے کا خیال نہ رکھا جائے تو یہ لازمی بات ہے کہ جب قوم پر کوئی مصیبت آئے گا تو صرف اطمینان لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو گا کہ قوم نے ہم پر احسان کیا تھا۔ اب اس پر مصیبت آئی ہے تو ہم اس کی مدد کریں۔

(تفسیر کبائر جلد ہشتم صفحہ ۵۴ تا ۵۷)

قرآن کریم میں احمدیت کی پہلی اہمیت کا ایمان افروز ثبوت

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ فجر کی تفسیر کرتے ہوئے مدلل اور نہایت ایمان افروز انداز میں ثابت کیا ہے کہ احمدیت کی پہلی صدی رات سے مشابہت رکھتی ہے جس کے بعد برکات کے دروازے کھلیں گے۔ آپ فرماتے ہیں:-

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی پہلا الہام والسماء والطارق ہوا۔ اور ہام آپ کو آپ کے والد کی وفات کے وقت ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منہ ان کی وفات کے کئے ہیں۔ کیونکہ ان کی وفات رات کو ہوئی۔ مگر اس کے معنی صبح کے رہ گئے ہیں۔ اور والد کی وفات کے وقت جب آپ کو فکر ہوئی کہ والد فوت ہوئے ہیں گے تو کیا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تم تو طارق ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا ہر کرنے والے ہو۔ پس تمہارے والد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس دعویٰ والد کی وفات کا تم کو کیا علم ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ الہام کے بعد ہی اعداد کو اگر فیج عروج کے ہزار سال سے ملایا جائے اور پھر اس سارے حساب کو عیسوی بنانے کے لئے اس میں ۶۲۱ سال وہ شامل کئے جائیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے زمانہ تک سنہ عیسوی کے لحاظ سے ملتے ہیں تو عین وہ سن عیسوی نکل آتا ہے جس میں فجر کا طلوع ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے اپنا دعویٰ پیش فرمایا۔ الہام کے اعداد ۲۷۱ ہیں۔ اس میں بیس صدیاں شامل کی جائیں تو ۱۲۷۱ بن جاتا ہے۔ پھر ۱۲۷۱ میں ۶۲۱ سال پہلے شامل کئے جائیں تو ۱۸۹۲ بن جاتے ہیں۔ اب اس میں سے دو یا تین سال ہیں بہر حال نکالنے پڑیں گے کیونکہ الہام سورۃ رعد میں آتا ہے جو مکی سورۃ ہے۔ اور ہجرت سے دو تین سال پہلے نازل ہوئی تھی۔ اب اگر دو سال نکال دیں تو ۱۸۹۰ رہ جاتے ہیں۔ اور یہ وہی سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا۔ اور اگر تین سال نکال دیں تو ۱۸۸۹ رہ جاتے ہیں اور یہ وہ سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں سے بیعت لی۔

اسی طرح اگر ہم ہجری سنہ کا حساب کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تین صدیوں کو لیال عشر میں شامل کریں تو یہ ۱۳۰۰ بن جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے بالکل قریب یعنی ۱۳۰۰ ہجری میں دعویٰ فرمایا ہے اور سات یا آٹھ ایسا چھوٹا دھکا ہے کہ تیرہ صدیوں کے ذکر میں اس کو شمار ہی نہ سمجھا جائے۔

پھر اگر ہم ایک اور لحاظ سے دیکھیں تو اس سے براہین احمدیہ کی پیشگوئی نکل آتی ہے۔ براہین احمدیہ ۱۳۰۰ھ میں لکھی گئی اور ۱۳۰۰ھ میں شائع ہوئی ہے۔ اور یہ وہی سال ہے جس میں قرآنی پیشگوئی کے مطابق فجر کا طلوع مقدّر تھا۔ گویا شمسی اور قمری دونوں لحاظ سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور رات کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لئے اُفتی آسمان سے الطارق کا ظہور ہو گیا۔

یہ کتنی زبردست پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طلوع فجر کی تاریخیں تک بتا دی گئیں اور سینکڑوں سال پہلے ان کا ذکر کر دیا گیا اور پھر اس کے مذاق کو عین انہی تاریخوں میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا کیا جو قرآن اور احادیث میں اس کے ظہور کے لئے مقرر کی گئی تھیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایسا عظیم الشان نشان ہے جس پر غور کرنے سے اس کی ہستی اور قدرت پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر نفس جو تعجب سے خالی ہوا سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب ہے۔

پھر فرماتا ہے وَاللَّيْلُ إِذَا يَسِرُ۔ اس جتنے آیت میں پھر ایک اور صدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دس تاریک راتوں کے بعد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے مٹا بعد اسلام کی ترقی نہ ہوگی۔ وہ فجر تو ان کے بعد ظاہر ہو جائے گی۔ شعاع نور نظر آجائے گی اور لوگوں کی امیدیں بندھ جائیں گی۔ یہ بھی رات نہ جائے گی۔ بلکہ ایک صدی کا ابھی وقفہ ہوگا۔ اب اگر ۱۸۹۰ کو فجر لے کر ۱۹۹۰ تک چلتی ہے۔ آجکل ۱۹۸۵ء ہے اس لحاظ سے چھپالیس سال ابھی اس کی رات باقی رہتے ہیں۔ اور اگر ہجری سال لے کر اور ۱۰۰ کو دس تاریک راتوں کا آخری سال لے کر ۱۳۰۰ تک چلتی ہے۔ ۱۳۰۰ تک چلتی ہے۔ گویا اس لحاظ سے لیل کے ختم ہونے میں صرف ۸ سال باقی رہتے ہیں۔ اور اگر صدی کا سر مراد لو اور ۱۳۰۰ھ میں اس لیل کا اختتام سمجھو تو اس میں ۳۷ سال باقی رہتے ہیں۔ یہ تین مدتیں ہیں جو تین مختلف جہتوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی جہت حقیقی ہے۔ اور کونسی غیر حقیقی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تینوں جہتیں ہی حقیقی ہوں۔ جیسے دس راتوں کی پیشگوئی کے بارے میں میں نے بتایا تھا کہ آپ کے دعوے کے

لحاظ سے ایک رنگ میں پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے۔ بیعت کے لحاظ سے دوسرے رنگ میں اور براہین احمدیہ کی اشاعت کے لحاظ سے تیسرے رنگ میں۔ اسی طرح ممکن ہے کہ چارے والی ایک رات کا ایک ظہور آٹھ سال بعد ہو یعنی ۱۹۵۲ء میں۔ ایک ظہور ۳۷ سال بعد ہو یعنی ۱۹۸۵ء میں۔ ایک ظہور چھپالیس سال بعد ہو یعنی ۱۹۹۰ء میں۔ قمری لحاظ سے چونکہ ایک صدی میں تین سال کی کمی آجاتی ہے اس لئے ۳۷ سالہ عیار سے اگر تین سال نکال دینے جائیں تو ۳۴ سال رہ جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ لیل ۱۳۰۰ھ عروج میں ختم ہوگی۔ گویا تین کی بجائے چار جہتیں ہو گئیں چونکہ ابھی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اس لئے جتنے نقطہ ہائے نگاہ سے بھی تعین کی جاسکے ہیں ان سب کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ ایک نقطہ نگاہ سے اس لیل کے جانے میں صرف آٹھ سال باقی رہتے ہیں۔ ایک نقطہ نگاہ سے ۳۲ سال باقی رہتے ہیں۔ ایک نقطہ نگاہ سے ۳۷ سال باقی رہتے ہیں اور ایک نقطہ نگاہ سے ۴۶ سال باقی رہتے ہیں۔ اس عرصہ میں یقیناً دوبارہ اللہ تعالیٰ کے کسی عہدہ کے ساتھ یوم انفرقان ظاہر ہوگا۔ اور کسی خاص نشان کے ذریعہ احمدیت کو تقویت حاصل ہوگی۔ گویا کہ بدر کی جنگ آخری جنگ نہیں تھی۔ اس کے بعد بھی لڑائیاں ہوتی رہیں اسی طرح اس کے بعد بھی مخالفین سے ہماری لڑائیاں جاری رہیں گی، مگر بہر حال احمدیت کو اس وقت تک ایسے رنگ میں غلبہ میسر آجائے گا کہ دشمن اس کو محسوس کرنے لگ جائے گا۔ اسلام اور احمدیت کی کامل فتح تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے ستر یا تین سو سال کے عرصہ میں ہوگی۔ اس کے بعد جو تین احمدیت میں شامل نہیں ہوں گی ان کی حیثیت بالکل ایسی ہی رہ جائے گی جیسے آجکل یہود کی ہے۔ بہر حال وہ آخری ترقی خواہ کچھ لمبے عرصہ کے بعد ہو، احمدیت کی ایک فتح یا آج سے آٹھ سال بعد ہوگی یا آج سے ۳۴ سال بعد ہوگی یا آج سے ۳۷ سال بعد ہوگی یا آج سے ۴۶ سال بعد ہوگی یا ان سالوں کے لگ بھگ وہ فتح ظاہر ہو جائے گی کیونکہ پیشگوئیوں میں دن نہیں گنے جاتے بلکہ ایک موٹا اندازہ بتایا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان چاروں اوقات میں چار مختلف قسم کی فتوحات ظاہر ہوں۔ پس ان سب سالوں میں یا ان سالوں کے لگ بھگ ضرور کسی نہ کسی رنگ میں احمدیت کو فتح حاصل ہو جائے گی۔

فتح و نصرت کے نشانات قریب قریب عرصہ میں ظاہر ہونے سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ مومنوں کے ایمان ساتھ کے ساتھ تازہ ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے گھر سے یہ خیریت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلامتی کے ساتھ نکل آئے تو مومنوں کو ایک خوشی پہنچی۔ جب غار ثور میں دشمنوں کے حملہ سے بچ گئے تو دوسری خوشی پہنچی۔ مدینہ پہنچے تو تیسری خوشی حاصل ہوئی۔ بدر کی جنگ میں کفار کو شکست ہوئی تو چوتھی خوشی پہنچی۔ اسی طرح ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان چاروں مدتوں میں سے ہر مدت کے اختتام پر فجر کی ایک ایک نو ظاہر کرنا رہے۔ اور اس طرح مومنوں کے ایمانوں کو تقویت دیتا رہے۔ اسی رات کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اشعار میں فرمایا ہے

دن چڑھا ہے دشمنانِ دی کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۵۳۰)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر کے مطابق چاروں اعداد بالکل صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ ۱۳۰۰ھ میں یہ تفسیر لکھی گئی۔ اسی میں آٹھ سال کا اضافہ کیا جائے تو ۱۳۰۸ھ نکل آتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو ایک فتح عظیم عطا فرمائی تھی جس کا ثبوت پاکستان کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ہے۔ (اس رپورٹ پر مولوی مردودی صاحب اور مولوی عبدالستار نیازی کو سمجھانسی کی سزا ہوئی تھی جو بعد میں معاف کر دی گئی۔

۳۴ کا عدد جمع کرنے سے ۱۹۴۹ء نکل آتا ہے اسی سال وہ شخص پھانسی پر لٹکایا گیا جس نے طاؤں سے مرغوب ہو کر جماعت احمدیہ کو ملکی قانون میں غیر مسلم قرار دیا تھا۔ (باقی دیکھیے صفحہ ۵ پر)

انسانیت کی خدمت کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مشفقانہ کاروائیاں

نیموڈیٹن ڈیفنڈر نے اپنی ۶ دسمبر سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء کی اثبات میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی تصویر محترم صدر صاحب مملکت گیمبیا اور اپنے خدام کے ساتھ دیکھتے ہوئے اس عنوان سے ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ "احمدیہ جشن تشکر کا کلیدی کام انسانیت کی خدمت ہے" اخبار مذکور لکھتا ہے کہ انسانیت کی خدمت اور خاص طور پر انسانیت کے اس طبقہ کی خدمت جو محرومیوں سے دوچار ہے۔ احمدیہ جماعت کے پروگرام میں ابتدا ہی سے شامل رہی ہے۔ اور اب تک اس سلسلے میں ان کے پروگرام جاری ہیں۔ یہ لوگ انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر بھی اپنی زندگیوں میں دین سخی کی تعلیمات کو اپنا سطح نظر سمجھتے ہیں۔ جماعت کے قیام کے آغاز سے ہی قادیان میں ایسے ادارے قائم کئے گئے جن میں یتیم اور غریب لوگوں کی دیکھ بھال کی جاتی تھی۔ ان کے لئے رہائش کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک دارالشوخی کہلاتا تھا۔ غریبوں اور سکیمنوں کے لئے خوراک اور اسی طرح قادیان آنے والوں اور دیگر لوگوں کے لئے سنگر خانہ قائم کیا گیا۔ جو بانی سلسلہ نے ہی قائم کیا تھا۔ اور جس کی روایت اب تک جاری ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے جن کا اسم گرامی نعمت جہاں تھا۔ یتیم اور غریب لڑکیوں کو اپنے گھر رکھ کر ان کی تعلیم کا انتظام کیا اور ان کی صحیح خطوط پر تہ بیت کی اور جب ان کی شادی کا وقت آیا تو تمام اخراجات اپنی جیب سے کرتے ہوئے ان کی شادیاں کر دائیں۔

قادیان میں بھی اور اس کے بعد لاہور میں بھی اور ان دونوں شہروں کے علاوہ افریقہ کے مختلف ممالک میں ہسپتال سکول اور کالج قائم کئے۔ تاکہ یہ ادارے انسانیت کی خدمت کر سکیں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الثالث) نے اسی روایت کو سامنے رکھتے ہوئے ربوہ میں جو جماعت کا عالمی مرکز ہے یہ ارشاد فرمایا کہ وہاں کوئی شخص مجھ کو نہ سوسے۔ سخی کہ آپ نے یہ ہدایت جاری فرمائی کہ ایسے لوگوں کے متعلق بلا واسطہ حضور کی خدمت میں معاملہ پیش کیا جائے تاکہ ان کی ضروریات پوری کر کے ان کا انتظام کیا جاسکے۔ بیوت الحمد کا ایک ایسا فنڈ قائم کیا گیا ہے جس کے ذریعہ احباب جماعت میں سے غریب کو اپنی رہائشی گاہیں تعمیر کرنے کے لئے مدد دی جاتی ہے۔ یہ فنڈ حضرت امام جماعت (الرابع) نے سین میں بیت الذکر کے افتتاح کے موقع پر جاری فرمایا تھا۔ جوں جوں اس تحریک میں رقم جمع ہوتی جائے گی۔ مغرباء کو کم قیمت والے مکان مفت دئے جائیں گے تاکہ ان کا انتظام کرنے کا پروگرام ہے۔ افریقہ کی حالت نے احمدیت کی توجہ کو خاص طور اپنی طرف کھینچا اور وہاں طبی اور تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہسپتال اور سکول قائم کئے گئے۔ اس سلسلے میں ایک پروگرام لیپ فارورڈ تھا اور دوسرے نصرت جہاں ریڈرو فنڈ ان کے ذریعے متعدد ہسپتال اور سکول قائم کئے گئے۔ احمدی ڈاکٹر ز اور اساتذہ نے اپنی زندگیوں وقف کیں۔

احمدیہ ہسپتالوں میں جن لوگوں کا آج تک علاج کیا گیا ہے۔ ان کی تعداد دسیسویں لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ موجودہ امام جماعت کے عالیہ بیان فرمودہ پروگرام کے مطابق سکولوں اور طبی مراکز کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا۔ فی الوقت دنیا بھر میں یتیموں کی طرف توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی لاٹھ مٹھ کا ایک حصہ ہے کہ کھاتے

پیتے گھر کے یتیموں کو سنے ایک کی صورت میں اپنے گھروں میں رکھیں یہ خدمات اور ان کے علاوہ متعدد دیگر خدمات دین حق کے عطا کردہ صدقات کے جذبے کے ماتحت کی جاتی ہیں۔ جو روپیہ احمدیہ جماعت کے چندوں سے وصول ہوتا ہے اس کے ایک حصے سے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔ دنیا بھر میں احمدی بیوت الذکر میں رہتی کے فرانٹس بھی ادا کرتے ہیں۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جنہیں مسافرت میں وہاں رات بسر کرنے پڑے۔ احمدیہ جماعت کی ایک بہت نمایاں خصوصیت اب وقار عمل بھی ہے۔ نوجوان اور معمر بزرگ بغیر کسی تخصیص کے مل جل کر اپنے ہاتھوں سے ایسا کام کرتے ہیں۔ جس سے کام کرنے کو ایک باوقار عمل بنایا جاسکے اور گلی گلی اور شہر کو فائدہ پہنچے۔ جب آسانی آفات سے انہوں کو مشکلات پیش آتی ہیں تو احمدیہ جماعت کے افراد اپنی خدمات ان کے سپرد کر دیتے ہیں تاکہ اپنے بھائی بندوں کی مشکلات دور کر سکیں حضرت امام جماعت (الثالث) نے جماعت کے افراد کو ایک نعرہ دیا تھا "محبت سب کے لئے نفرت کسی کے لئے نہیں" اور یہ نعرہ ایسا ہے جو رنگ نسل قومیت کا خیال کئے بغیر ہر شخص کو قریب لانے کا باعث بنتا ہے۔ یہی ایک ایسی بات ہے جو انسانوں کو آپس میں ملاتی ہے۔

احمدیہ جماعت باقاعدگی کے ساتھ ایسی تقریبات منعقد کرتی ہے۔ جہاں پر مختلف مذاہب کے لوگ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر کے اور اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کر کے ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے قریب آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا اعلان غالباً اشتہار کی صورت میں ہے جس میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصویر دی ہوئی ہے اور اس میں حضرت اقدس کے علاوہ موجودہ امام جماعت کا بھی ذکر ہے۔ احمدیہ جماعت کا پتہ بھی درج ہے۔

یہ تراشہ بھی سید شمس الدین صاحب ناصر نے بھیجا ہے۔ ہم ان کے ممنون ہیں کہ وہ ہمیں ایسے تراشے بھیجے ہیں جس سے ہمارے قارئین محفوظ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں مزید اور بہتر سے بہتر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے ہمارے جملہ قارئین کو سلام بھی بھیجا ہے۔ ہم بھی اپنے جملہ قارئین کی طرف سے ان کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ (بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵ نومبر ۱۹۸۷ء)

صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ بنگال

تمام لجنات اماء اللہ بنگال کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ محترمہ نورجہاں بیگم صاحبہ کو بنگال کی صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ بیگم الکتوبر ۱۹۸۷ء تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۰ء تک کے لئے ایک سال کی منظور کی دیا جاتی ہے۔ تمام لجنات بنگال ان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کریں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو تمام لجنات بنگال کو مبارک کرنے کی اور پہلے سے زیادہ تیز قدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

خطبہ المبارک

کے لیے ہمارے مبلغ پنج سو روپیہ کا ایک خط لکھا جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ

۱۰ ایک مہینہ کا کر کے خصوصیت کے ساتھ نوا کی تحریک کی جس نے پہلے مہینے کو

ہر ایک اپنا مہیا لے لے کر اور اصرار کیا کہ پیر مہیا لے پہلا غلط ہے تھا ایسی صورت میں ایک عقلمند کو یہ تجزیہ نا ضروری

بہارِ کائنات میں ایک کو انہوں نے روک دیا تھا کیا وہ بے نتیجہ ثابت ہو یا اس کا نتیجہ نکلا !!!

انتم صيروننا حضرت خليفته ايج الرابع ايده الله تعالى بنصر العزيز فرموده ١٤٠٨ رجب الثامن (نومبر) ١٣٩٨ هـ بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد جوادید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر ۵۰ لندن کا قلمبند کردہ یہ ایہ برت
افروز خطبہ جمعہ ادارہ بابر اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کو نہا ہے۔
(ایڈیٹر)

سمجھے اپنے وطن میں رہتے تھے اور ان میں سے کوئی بھی حاضر نہیں
 تھا۔ اس لئے تَعَالُوا کا معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ
 جس طرح ہم ہر زبان میں، ہر محاورے میں استعمال کرتے ہیں کہ تم
 بھی اپنوں کو آواز دو کہ وہ تمہارے ساتھ ہوں اور ہم بھی اپنوں کو
 آواز دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہوں اور معنوی لحاظ سے وہ
 ہمارے ساتھ شرکت کریں۔ چنانچہ اسی جگہ آگے بڑھ کر قرآن کریم
 فرماتا ہے۔ تَعَالُوا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنِنَا وَبَيْنَكُمْ
 (سورۃ آل عمران آیت ۶۵) اس سے صاف کھل گیا کہ تَعَالُوا کا معنی
 جسمانی طور پر حاضر ہونا نہیں۔ کیونکہ سَوَاءٍ سَوَاءٍ
 بَيْنِنَا کے لفظ نے خوب مضمون کھول دیا کہ معنوی شرکت کی
 ضرورت ہے۔ کسی جگہ کہ شرکت کی نہیں۔ اس کلمے کی حرف
 آؤ جو ہم دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ تَعَالُوا کا یہ مفہوم
 چونکہ خوب اچھی طرح واضح ہے، اس لئے میں نے اصرار کیا اور ہمیشہ
 کنار ہا کہ یہی طریق درست ہے اور دوسرے آج کل کے زمانے میں
 بھی باوجود اس کے کہ سفر کی بہت سی سہولتیں ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ
 ساری دنیا میں پھیلے ہوئے مساندین کے پاس میں جگہ دوڑا
 پھروں اور ایک ایک کے سامنے اپنے بیوی بچے لپیٹ کر ان کے پیوی
 بچے سگوائوں اور پھر اس طرح مبالغہ ہو۔

کیسی ایک لغوی شکل بنتی ہر

لیکن چونکہ وہاں علماء نے جماعت پر بہت زور دیا اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ جماعت بھاگس رہی ہے چنانچہ میں نے ان کو اجازت دے دی۔ جب مہاسینہ کی اجازت دی تو انہوں نے اس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا جو جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہوئی تھی اور باوجود اصرار کے ان الزامات پر دستخط نہیں کیے جو بڑی وضاحت کے ساتھ ہم نے شائع کئے تھے کہ اگر یہ الزامات درست ہیں جو تم لگاتے ہو تو مؤکد عذاب قسم کھا کر خدا کے حضور حاضر ہو اور مہابہ کے چیلنج کو قبول کر دو۔ میں نے یہاں تک بھی ان کو سہولت دی تھی کہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

کل گیر لہ سے ہند سے پہنچ انچارج مکرم مولوی محمد ابوالوفاء صاحب
کا ایک خط ملا ہے جس میں انہوں نے گیر لہ میں ہونے والے ایک مباہلے
کا ذکر کر کے خطوط کیساتھ دعا کی تحریر کی ہے۔ اس مباہلے کا پس
منظور یہ ہے کہ جب تک گذشتہ سال میں نے ایک مباہلے کا پہنچ دیا جس
میں وہ اپنی مخاطب تمام مسکین اور مکذبین کے سرور جنرل ضیاء
الرحمتی تھے اور ان کے ساتھ جو دوسرے علماء شامل تھے، ان کا بھی ذکر
کیا گیا اور تمام دنیا میں ان لوگوں کو مخاطب کیا گیا جو مکفرین اور
مکذبین کے سرور ہیں ان کے پیچھے کچھ گروہ ہیں اور یہ اعطال کیا گیا
کہ جو دوسرے اس مباہلے کو قبول کرے۔

میں نے جن میں مجھ کو اوقات پہنچے بیان ہو چکے ہیں، ان کو یہاں دہرا کر دیتا ہوں کہ یہ نہیں تو کیا تھوڑا تھوڑا کر کے ایک جگہ ہے، وہاں کچھ غلطی ہو جائے تو اس سے بچا جاتا ہے۔ کہے اور یہ نذر دیا کہ ہم مباہلہ تو کرنا چاہتے ہیں لیکن اس طرح نہیں جس طرح کہ مباہلہ کا چیلنج دیا گیا ہے۔ ان کا یہ موقف تھا کہ وہ مباہلہ جو آج سے سامنے نہ ہوا، اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور میرا نام لے کر انہوں نے کہا کہ اس سے جو مباہلہ دیا جائے وہ جو کہ غیر شرعی ہے اور غیر حقیقی ہے اس لئے اس کا تو کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ اس لئے ہم جو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہیں، ہماری مشنوں کے ساتھ قبول کر دو تو پھر نتیجہ ظاہر ہو گا۔ چنانچہ جب ان کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی تو اگرچہ بالعموم میں اس قسم کی پیشکش کو رد کرتا رہا ہوں اور یہ موقف اختیار کرتا رہا ہوں کہ

قرآن کریم کی روشنی میں ہمارے گناہوں کے سامنے کھڑے

ہوئے کسی کوئی شرط نہیں ہے۔
تقریباً اس قدر آیتاں آتی ہیں کہ نہ صرف آیتوں کے
والی آیتوں میں یہ معنی خوب کھل گیا ہے کہ نہ صرف آیتوں کے
ہونے کی شرط نہیں بلکہ آیتوں کے ہونے کا اس وقت اسکان بھی
کوئی نہیں تھا۔ کیونکہ عیسائیوں کے وہ نمائندگان جو اسی وقت وہاں
ماضی تھے، ان کے اہل و عیال، ان کی عورتیں اور ان کے مرد و سب

اگر تمہارے نزدیک سارے الزام سچے نہیں ہیں تو جتنے سچے ہیں ان پر نشان لگاؤ۔ اگر ایک الزام کو بھی سچا سمجھتے ہو تو اس پر بھی نشان لگاؤ۔ تو انکی پہلی شکست تو اس بات کا ظاہر ہوئی کہ انہوں نے اس کے تحریر میں سے ایک الزام پر بھی تصدیق کرنے کی جرات نہ کی اور ایک الزام کو بھی درست قرار دیتے ہوئے اس کے اوپر مبالغہ کرنے کی جرات

نہ کی تو وہاں جواہر بصیرت میں ان پر یہ بات کھل جانی چاہیے تھی کہ یہ علیحدہ جو ہر روز انہی باتوں پر جماعت کے خلاف گفتہ جاتے ہیں، اگر یہ اپنی بات میں سچے ہوتے تو مبالغہ کے وقت ان الزامات کو مبالغہ میں شامل کرتے لیکن مثال نہ کیا صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب پر مبالغہ کیا یعنی جماعت احمدیہ کی کئی تصدیقات کے اور وہ تکذیب کریں۔ وہ الفاظ جو مبالغہ کے ہیں وہ میں ابھی آپ کو پڑھ کر سناؤں گا۔ کیونکہ مبالغہ کی مدت ختم ہونے میں تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور ہر نو برس جوان کی آپس کی مقرر کردہ مدت ختم ہو رہی ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں آپ کو وہ الفاظ پڑھ کر سناؤں۔ اس خط کے مضمون سے کچھ مزید مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ اس خط میں کچھ پریشانی کا اظہار تھا اور وہ اس طرح کہ انہوں نے لکھا ہے کہ یہاں لوگ تین گروہوں میں بٹ چکے ہیں۔ جوں جوں وقت قریب آ رہا ہے وہ میگوئیاں ہو رہی ہیں اور چونکہ یہ مبالغہ بہت آتش ہو گیا تھا۔ اخبارات وغیرہ میں ریڈیو میں کثرت کے ساتھ چرچے ہوئے اور سارے صوبے میں یہ بات شہرت پکڑ گئی کہ جماعت احمدیہ کا اس کے مخالفین سے مبالغہ ہوا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ نہیں قسم کے گروہ ہیں۔ ایک وہ گروہ جو ان صاحب کا بھی دشمن ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر اس مبالغہ کے نتیجے میں کچھ بھی نہ ہوا تو دونوں ہی جھوٹے۔ ایک وہ گروہ ہے جو ان علماء کا پیروکار ہے۔ پہلے ان کی شیخیاں اور تھیں، اب یہ کہنے لگے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ نہ تھا تو جماعت جھوٹی۔ اور ایک تیسرا گروہ ہے جو خدا کے منکرین کا ہے کیونکہ کیر میں کیونکہ بہت ہے اور وہاں دہریت بھی بہت ہے تو وہ دہریت کہتے ہیں کہ اگر مبالغہ کے نتیجے میں کچھ ظاہر نہ ہوا تو خدا ہی نہیں ہے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ہم ان تین گروہوں کا منہ کس طرح بند کریں اور کیا بات ان کے سامنے پیش کریں کہ دل مطمئن ہوں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے نہ ضروری ہے کہ مبالغہ کے الفاظ دیکھ جائیں، وہ کیا تھے۔ ان الفاظ کی روش سے جو بات فریقین پر صادر ہوئی واجب ہوا وہ ضرور ہونی چاہیے اور اگر ان الفاظ کو روکے کچھ بھی نہیں ہوتا تو یہ نتیجہ نکالنا بھی درست نہیں کہ دونوں فریق جھوٹے۔ یہ نتیجہ نکالنا بھی درست نہیں کہ نوبت خدا بھی نہیں ہے اور دہریت کو تقویت ملے کیونکہ ایک اور تیسرا نتیجہ بھی نکالا جاسکتا ہے کہ

تمہارا مبالغہ جسے معنی تھا اور خدا کے ہاں مقبول نہیں ہوا۔ اور اس صورت میں دستے دار وہ فریق ہو گا جس نے پہلے مبالغہ کر دیا اور اپنا مبالغہ ٹھونس اور یہ اصرار کیا کہ یہ درست مبالغہ ہے، پہلا غلط مبالغہ تھا۔ ایسی صورت میں ایک عقلمند کو یہ تجزیہ کرنا ضروری ہو گا کہ

مبالغہ ہونے والوں نے رد کیا تھا کہ وہ بے نتیجہ ثابت ہوا۔ یا اس کا نتیجہ نکلا۔ اور جس مبالغہ کو انہوں نے درست مبالغہ قرار دے کر جماعت پر ٹھونس تھا، وہ درست ثابت ہوا کہ انہیں تو اگر کوئی صاحب فہم ہو اور عقل کے ساتھ ٹھکتا کہ ساتھ تجزیہ کرے تو بھی ایک عقلی نتیجہ نکلتا ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے لیکن اس کا نتیجہ نکلا جس ہے۔ وہ میں ابھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

جہاں تک مبالغہ کے الفاظ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک عبارت پڑھی گئی اور اسی طرح منکرین کی طرف سے ایک عبارت پڑھی گئی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے عبارت یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ذوالہجۃ رب العالمین
نصرت علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وال محمد یہ عبارت کا آغاز ہے آگے ہی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسلمانوں کے لئے امام مہدی اور موعود مسیح ابن مریم ہیں۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع غیر تشریفاتی امتی ہیں اور رسول ہیں۔ یہ ہمارا ولی اعتقاد ہے۔ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کا اعلان کرتے ہیں۔ حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کی طرف سے پیش کردہ تمام الہامات اور وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ ان کے منکر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا سزا کے مستحق ہیں جو دیگر مومنین اللہ انبیاء کے منکروں کے لئے قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔ (یعنی انہیں سزاؤں کے مستحق ہیں جو قرآن کریم نے بیان کی ہیں) ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپ کے تابع غیر تشریفاتی امتی نبی آسکتا ہے۔ لے قادر مطلق خدا اگر ہمارا یہ قول اور یہ اعتقاد جھوٹا ہے تو ہم پر سخت سزا نازل فرما۔ یہ الفاظ خاص طور پر ترجمہ سے سنئے گئے لائق ہیں۔ اگر ہمارا یہ قول اور یہ اعتقاد جھوٹا ہے تو ہم پر سخت سزا نازل فرما لعنتہ اللہ علی۔ ارکاذ بین ورنہ اگر ہم سچے ہوں تو ہم پر رحمت نازل کر کے اپنا نشان دکھا جس سے حق ظاہر ہو جاوے۔

تو جہاں تک جماعت احمدیہ کے مبالغہ کا تعلق ہے یا جماعت احمدیہ کی تحریر مبالغہ کا تعلق ہے۔ اس میں یہ نشان مانگا گیا کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر لعنت ڈال اور اگر ہم سچے ہیں تو ہماری تائید میں کوئی نشان دکھا۔ یہ اصرار کرنا کہ اس کے نتیجے میں دشمن خاں تاریخ سے پہلے پہلے ہر جہاں، یہ سراسر زیادتی اور افتراء ہے کیونکہ اس تحریر میں اشارہ بھی یہ نہیں کیا گیا کہ ایسی صورت میں دشمنوں کو قتل مذمت سے پہلے پہلے مار دے۔ ہاں انبیاء کے دشمنوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ قرآن کریم میں متفرق جگہوں پر بیان ہوا ہے۔ اور وہ بعض دفعہ شدید پر پھیلا ہوا سلوک ہے۔ بعض دفعہ ہزاروں سال تک پھیلا ہوا سلوک ہے اور وہ ایک ایسی جاری تقدیر ہے جسے کوئی دنیا کی طاقت روک نہیں سکتی۔ ان کی تلافی بالآخر ان کا مقدر بن جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے پاک لوگوں اور اچھے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جسے انتہاء تائید ملتی ہے۔ بے انتہاء فضل ان پر نازل ہوتے ہیں۔ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

وہ دشمنوں کے دیکھتے دیکھتے بڑھتے پھینکے پھینکے چلے جاتے ہیں، مگر کوئی نہیں جو ان کی راہ روک سکے۔ کوئی نہیں جو ان کی ترقی کی راہ میں حائل ہو سکے۔ وہ بالآخر ضرور غالب آتے ہیں اور یہ آخرت میں غالب آنا، یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ دور کے مستقبل میں غالب آتے ہیں بلکہ ان کا ہر قدم غلبے کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے ان کے حال میں ان کے مستقبل کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں ان کے حال کے آئینے میں مستقبل کے عکس روشن تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور جس آنکھ نے دیکھا ہو اس کو مستقبل کے انتظام کی ضرورت نہیں رہتی ہر آنکھ دیکھ دیکھ سکتی ہے۔ پہچان سکتی ہے کہ یہ بڑھتے والوں اور غالب آتے والوں کی علامتیں ہیں۔ پس یہ وہ نشان تھا جو درحقیقت

وہی طریق مبالغہ تھا جس کو ان کو قبول کر لینا چاہئے تھا۔ اس سے قرار کی راہ اختیار کی، ان سارے الزامات سے پیچھے ہٹ گئے جو ساری دنیا میں جماعت پر لگائے پھرتے ہیں۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے جو نصرت کے نشان بھی ہوئے ہیں وہ عالمی حیثیت کے ہیں اور یہ سال جو مبالغہ کا نشانہ خواہ وہ میرے والا سال شمار کر لیں یا ان کو سال بھی بیچ میں شامل کر لیں، اس کثرت سے خدا کے فضل جماعت پر نازل ہوئے ہیں کہ کوئی بالکل ہی اندھا ہو تو وہ نہ دیکھ سکے مگر اگر اس میں تھوڑے کی بھی طاقت ہو تو اس کو یہ لگ سکتا ہے۔ اتنا امتیازی سال ہے ان نشانوں کا کہ انسان کی عقل خیرت زدہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بہت اہم قابل توجہ بات یہ ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک اگر جماعت احمدیہ جھوٹی ہوتی تو سب سے بڑی پکڑ تو جماعت احمدیہ کے سربراہ پر آنی چاہیے تھی جس نے یہ جرات کی کہ ساری دنیا کو چیلنج کیا ہے اور سب سے زیادہ فضل اس شخص پر نازل ہونے چاہیے تھے جس کو اولین مخاطب کے طور پر پیش کیا گیا تھا لیکن دیکھیں کہ وہ سال تو بے نتیجہ نہ نکلا وہ مبالغہ تو بے اثر ثابت نہ ہوا بلکہ

اگر آپ غور کریں تو بہت عظیم نشان ہے جو

تاریخ میں شاذ کے طور پر ظاہر ہوا کرتا ہے۔
اس میں بہت سے پہلو ایسے ہیں جو ابھی آپ کی نظر میں نہیں لیکن بعد میں ظاہر ہوں گے وہ طریق پر خدا نے خودی طور پر اس مبالغہ میں جماعت احمدیہ کی سبائی کے نشان ظاہر فرمائے۔
اول ایک ایسے شخص کو جسکی موت کا وہ اعلان کر رہے تھے بلکہ یہ کہہ رہے تھے کہ میرا ظاہر کے ہاتھوں سے یا اس کے ایثار پر اس کے مقبرہ گمراہ قاتلوں کے ہاتھوں سے وہ قتل کیا گیا ہے اور

اگر یہ بارگاہ جہنم کے قاتلوں میں سرعام پچھائی دوا اور ہم

سے یہ کرو اور وہ کرو۔ ایک مہینے کے اندر اندر اس مردے کو خدا نے زندہ کر دیا۔ پس ان کے اندر اگر ذرا بھی مشاقت اور دیانت ہوتی اور عقل سے کام لیتے تو ان کو یہ پتہ چلتا کہ دراصل وہ دشمن زندہ نہیں ہوا بلکہ احمدیت زندہ ہوئی ہے۔ خدا نے ہمت کو اس کی زندگی کا نشان دکھا کہ ایک نئی نشان سے زندہ کیا ہے ورنہ ہمیشہ کے لئے خلافت احمدیہ پر یہ الزام لگا رہ جاتا۔

احمدی ماکہ کہتے کہ ہم جانتے ہیں۔ ہمارے یہ طور طریق نہیں ہیں مگر دشمن یہی کہتا رہتا کہ تمہارا ایک خلیفہ قاتل تھا۔ اب دیکھیں خدا تعالیٰ نے اس کو اس لاعلمی کی حالت میں بھی مرنے نہیں دیا۔ وہاں سے پاکستان پہنچا ہوا یا۔ انہو دشمنوں کی آنکھوں کے سامنے دکھایا کہ تم جھوٹے ہو۔ تمہاری لادیشی تم پر پڑ چکی ہیں اور یہ جو دشمن تم نے سازش میں ساتھ شامل کی ہوا تھا جس کی موت کا جھوٹا اعلان کر کے تم نے ایک عظیم شخص پر قتل کے الزام لگا دیا ہے ہو سکے تھے، خدا نے ظاہر کر دیا ہے کہ تم سب لوگ جھوٹے تھے اور نہ کچھ تھے۔ تو یہ اپنی ذات میں کوئی معمولی نشان تو نہیں۔

اگر ہمارا مبالغہ بھی بے اثر جاتا اور ایک پچھوکھے

کار تو اس کی طرح چلتا مگر کوئی آواز نہ آتی۔ نہ ہوتا تو پھر دشمن احمدیت یا ہر یہ کہہ سکتے تھے کہ دیکھ لو وہ مبالغہ بے اثر نہ یہ مبالغہ چلا۔ خدا بھی نہیں بہت بو نہیں کہیں ہیں۔ یا یہ کہ وہ ان فریق جھوٹے ہیں۔ لیکن وہ مبالغہ تو چلا ہے اور بڑی نشان کے ساتھ چلا ہے۔

جماعت احمدیہ کے بارگاہ اور یہ نشان جماعت احمدیہ کو ہر جگہ عطا ہوا۔

خود کیر لہ میں ہی اس مبالغہ کے بعد اسی جگہ تین

ایسے معززین جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں

جو نکال ان سے پہلے جماعت کی متعدد مخالف جماعتوں

سے تعلق تھا۔ اور چونکہ ان کو یہ احساس ہوا کہ اس میں ہماری ذلت ہے، اس لئے انہوں نے پورا زور لگایا۔ ایک صاحب کو تو عوا کر گھراؤ کر کے ایک اور علماء کے لئے مدد باؤ ڈالے، مناظرے کئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سارے قائم رہے اور خدا نے ان کو استقامت بخشی اور ان کے دلوں پر اس کے نیچے میں ضرور ایک قسم کا عذاب نازل ہوا ہے کیونکہ ان تینوں کے احمدیت میں شمولیت کے نتیجہ میں بار بار ان کی طرف سے بے چینی کے اظہار ہوئے لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے جو نسبتاً چھوٹے پیمانے کی چیز ہے اور ایک دشمن کہہ سکتا ہے کہ اتنے بڑے علاقے میں عین احمدی ہو جائیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ دنیا میں تھوڑی تھوڑی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کوئی ادھر چلا جاتا ہے، کوئی ادھر چلا جاتا ہے لیکن جہاں تک جماعت کی اطلاعات کو تعلق ہے، اس چیز کو مبالغہ کرنے والوں کے دل جانتے ہیں کہ انہوں نے کس شہرت سے غوس کیا ہے۔ لیکن جس نشان کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ اور ہے۔ وہ یہ ہے کہ

میا جیلے کا اصل مقصد سی کا سچا یا جھوٹا ثابت کرنا ہوتا ہے

اور اس پہلو سے خدا تعالیٰ نے ان کے اپنے ہاتھوں سے ان کے جھوٹا ہونے کے ایسے سامان کر دیئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کی صداقت صرف وہیں نہیں بلکہ دنیا کے اور ملکوں میں بھی روشن ہو گئی ہے۔ اب دیکھئے کیسی ان کی عقل ماری گئی اور کیسی ان سے جہالت کی بات ہوئی کہ مبالغہ جیلے میں ایسی پوری سے دوا دے بھی نہیں گذرے تھے کہ انہوں نے اخباروں میں یہ خبریں شائع کر دیں کہ جماعت احمدیہ کیر لہ کے امیر ڈاکٹر منصور احمد صاحب اور ان کے چیف مبلغ مولوی محمد الیاف صاحب مبالغہ جیلے کے دوسرے روز ہی وقامت پا گئے۔

اب دیکھیں کیا ضرورت تھی جھوک مارنے کی۔ انتظار کرتے دیکھتے کیا ہوتا ہے "دوسرے روز وقامت کا اعلان" کر دیتے ہیں دو مہینے سے بعد۔ اور سعودی عرب میں بھی یہ اعلان ہوا اور پاکستان میں بھی یہ اعلان ہوا۔ اور اخباروں کے علاوہ ایک امر روز دیا جنتے ہیں (ایسا) مشہور اخبار ہے، اس کے اردو نمونے کے پیرچے میں یہ خبر شائع ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے طرف سے مسلمان علماء کیر لہ کی صداقت کا عظیم نشان نشان ظاہر ہوا ہے۔

اول صداقت کا نشان یہ ہے کہ دوا مہیوں کا نام

لے کے احمد چوٹی کے تھے اس علاقے میں، ان کی

سوت کا جھوٹا مسلمان کی صداقت کا نشان تھا۔

غیر تعجب ہے کہ وہاں جماعت کو اب اور کیا انتظار ہے۔ دو باتیں ثابت ہوئیں ان کے پاس دہریوں کے لئے بھی منہ بند کرنے کے لئے خدا نے ایک نشان دیا اور ان کا منہ بند کر کے لئے بھی ایک نشان دیا جو یہ کہتے تھے کہ وہ تو جھوٹے ہیں۔ یہ نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ جو طریق مبالغہ بیان کیا تھا وہ درست تھا اور خدا کے نزدیک

اور قومیں خدا کے غضب کا نشان بن جایا کرتی ہیں۔ اس غضب کی علامتیں بن کر ظاہر ہو کرتی ہیں۔ یہ نشان پاکستان میں بھی کثرت سے ظاہر ہو رہا ہے۔

جب تک قوم ان علماء کا دامن نہیں چھوڑتی جب تک ان کا ذہن کا دامن نہیں چھوڑتی، مسلمان قوم کے لئے جہاں جہاں اس قسم کے علماء کے ساتھ وہ چپٹے ہوئے ہیں کوئی امن اور سکون نہیں ہے۔ جو چاہیں وہ کر لیں۔

جب تک ان کی خواست کے سامنے سے چل کر باہر نہیں نکلتے، اس وقت تک وہ کبھی چین نہیں پائیں گے کبھی ان کا کچھ نہیں بن سکے گا۔ ان کی تقدیر بننے کی بجائے لگتی چلی جائے گی۔ یہ ہے وہ سلوک جو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کے مطابق خدا کے سچوں کے منکرین سے ہوا کہ تاہم اور ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ ورنہ اگر آسمان سے پتھر گرنے ہوتے اور کسی شخص نے اپنی گندگی کے نتیجے میں معاً ہلاک ہونا ہوتا تو کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذبین کے ساتھ یہ سلوک نہیں ہوا مغربی دنیا کی صدیاں اس بات پر گواہ گھڑی ہیں۔ ایسے ایسے بد بخت پیدا ہوئے ہیں، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ایسی غلطیاں گالیاں دی ہیں کہ چند سطریں پڑھ کر انسان سے برداشت نہیں ہو سکتا کہ مزید اس بات کو آگے پڑھ سکے۔ بعض دفعہ جواب لکھنے کے لئے یا غلط رخ پانے کی خاطر کہ ان بد بختوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کیا سلوک کیا ہے، مجبوراً پڑھنا پڑتا ہے لیکن انتہائی تکلیف دہ اور دردناک حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان کے اوپر تو کہیں خدا کی طرف سے کوئی پتھر نہیں گرے۔ کئی ایسے ہیں جو بے شرم، پاکر طبعی عمر و فانات پا سکتے تو جماعت احمدیہ نے تو وہ سلوک مانگا تھا جو خدا کے انبیاء کے منکرین سے ہوا کرتا ہے اور اس سلوک میں سب سے نمایاں سلوک یہ ہے کہ کُتِبَ اللَّهُ لَا غِلْبَتَ آتَا یَوْمَئِذٍ (المجادلہ آیت ۲۲) زور جتنا مرضی لگا کے دیکھ لو۔ تم دن بدن ہار تے چلے جاؤ گے اور میرے لوگ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں وہ غلبہ پاتے چلے جائیں گے یعنی الفاعل تو یہ ہیں۔ آتَا یَوْمَئِذٍ یعنی اور میرا رسول لازماً غالب آئیں گے۔ مگر رسول کے اندر ساری جماعت شامل ہوتی ہے پس یہ ہے وہ سلوک جو دشمن سے ہوتا ہے کہ وہ پورا زور لگاتا ہے اور وہ زور لگانے کے باوجود دن بدن ناکام اور تار مار دمرت چلا جاتا ہے۔

پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ دن بدن ان کی زمین تنگ ہوتی چلی جا رہی ہے یعنی دوسرے مصلوب میں خدا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے کنون سا دنیا میں ایسا مقام ہے جہاں تمام اہدیت کی زمین تنگ کر سکتے ہیں۔ ہاں ہر جگہ مقابل پر تہاری نہیں تنگ ہو کر گئی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک دن بھی ایسا نہیں آیا جہاں جماعت کے یہودیوں کو تم روک سکتے ہو اور یہی وہ تکلیف ہے جس نے آگ بن کر ہمیں ایک عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے آخری بات یہی ہے کہ یہیں تمہارا لیاں دینا تو تمہارے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ اگر تم غالب آتے ہو تو تم نے گالیاں چھوڑ دینی ہیں تم نے نہ ہننا اور قہقہے لگانا اور خوش ہو جانا تھا۔ پھر اُمّی تمہیں گالیاں دیتے جو جھوٹے ہوتے ہیں جن کی کچھ پیش نہ جاتی۔

انہوں نے پھر تنگ کر کے آخری پیاروں نے گالیاں دینی تھیں تو پھر سے ہو کر کمزور ہو کر بے بس اور بے اختیار ہو کر ان کے دلوں پر تو خدا کی طرف سے طمانیت نازل ہوتی ہے۔ ان کو تو صبر کا نشان دیا جاتا ہے۔ ان کو وہ ساری علامتیں عطا ہوتی ہیں جو خدا کے سچے انبیاء کے ماننے والوں کو عطا ہوا کرتی ہیں اور تمہیں جھوٹوں کی علامتیں عطا ہوتی ہیں۔ پھر یہ کیسے ہو گیا کہ تم سچے نکلے اور ہم جھوٹے نکلے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سادہ سے فقرے میں ہمیشہ کے لئے اس بات کا فیصلہ فرما دیا کہ سچا کون ہوتا ہے اور جھوٹا کون ہوتا ہے۔ آخری زمانے کے حالات بیان کرتے ہوئے جب یہ فرمایا کہ بہتر فرقے ہو جائیں گے۔ کَلِمَةُ فِي النَّارِ وہ سارے کے سارے آگ والے ہوں گے سوائے ایک جہاں جو سچی ہوگی جسے خدا کھڑا کرے گا۔ یہ جو جماعت سچی ہونے کی خوشخبری دی۔ اس کے متعلق جب ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیسے ہم پہچانیں گے کہ وہ سچے ہیں۔ فرمایا۔ مَا آتَا حَکِیْمٌ وَآفَاحَی (جامع ترمذی۔ ابواب الایمان۔ باب اخراق ہذہ الامت) تم دیکھ لینا جو میرا حال ہے وہی ان کا ہوگا۔ جو میرے ماننے والے اور میرے صحابہ کا حال ہے وہی ان کا ہوگا تو دیکھو!

تم نے گند بکنے کے بعد کس جماعت میں شامل ہو کر اثبات کر دیا ہے۔ کیا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کے صحابہ کی زندگی میں تم ایسی ایک بھی مثال دے سکتے ہو کہ جیسے تم مسجد و محراب سے انتہائی مصلحتات بکتے ہو اور جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاتے ہو، لہذا باللہ من ذالک ایک دن بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے بھی یہ مسلک اختیار کیا ہو۔

ہاں آپ کے خلاف جھوٹ بولے جاتے تھے۔ آپ لوگوں کو گندی گالیاں دی جاتی تھیں۔ آپ کے خلاف اختراع کئے جاتے تھے تو پھر دیکھو تو سچی تو وہی ہے جسکی شکل حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلاموں سے باقی چلی جا رہی ہے اور یہ شکلی خود تم اپنے فکروں کے ذریعے بنا رہے ہو۔ قرآن کریم سے سچوں کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لو اور پھر دیکھو کہ کس طرح جماعت احمدیہ کیر لہ کی دغا کو خدا سے لے لے رہی ہے۔ انہوں نے تو یہ مانگا تھا کہ اسے خدا رسول کے دشمنوں سے جو تو کرتا چلا آیا ہے جو ان کے حالات ہو۔ یہ سب وہی ان کے کہہ دے چنانچہ اب دیکھ لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نے اس مضمون کو خوب واضح کر دیا اور کھول دیا۔ آپ کی مسجدیں منہدم کی جاتی تھیں آپ کے گھروں کو آگ لگائی جاتی تھی۔ آپ کے صحابہ کو تکلیف دی جاتی تھی۔ گالیاں دی جاتی تھیں۔ دن رات گند بکے جاتے تھے۔ ہر قسم کے بنیادی حقوق سے محروم کیا جاتا تھا۔

حیادت نہیں کرنے دی جاتی تھی۔ کلمہ نہیں

پڑھتے دیا جاتا تھا۔ حج سے روکا جاتا تھا۔ یہ

اعلان کرنے سے باز رکھا جاتا تھا کہ ہم مسلمان

ہیں۔ سو فیصدی یہ تصویر حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی آج جماعت احمدیہ

کو زندہ کر رہی ہے تو حقیقی ملی ہے۔ کہ ان سے یہ مقابلہ

ہوئے اور وہ صبر کے ساتھ قائم رہے عبادتوں سے روکے گئے

سیدنا حضرت یحییٰ بن موسیٰ علیہ السلام کا منظر کلام

اپنی بیشتر اولاد کے متعلق

خدا یا تیرے فضلوں کو کروں یاد
کہا سرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
خبر محمد کو یہ تو نے بار بار دی
میری اولاد سب تیری رحمت عطا
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شاد
فشیان الذی اخذ کل العباد
ہر اک تیری بشارت سے ہوا
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے
فشیان الذی اخذ کل العباد

پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

کلام شرمہ سیدہ حضرت تواب مبارکہ بیگم صاحبہ

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زنہ گاڑھی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی عزت کاخوں ہوش میں آنے لگت تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں مال تیری گھبراتی تھی
یہ خون جگر سے پالنے والے تیرا خون بہا تے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی
کیا تیری قدر و قیمت تھی کچھ سوچ تیری کب عزت تھی
تھا موت سے بدتر وہ جینا نعمت سے اگر بچ جاتی تھی
عورت ہوتا تھی سخت خطا تھی تجھ پر سارے جبر واد
یہ جبرم نہ بخت جاتا تھا تا مگر گسٹرائیں پاتی تھی
گویا تو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
تو بین وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹ جاتی تھی
وہ رحمت مانم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو جی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلاتا ہے
ان ظلموں سے بچھڑواتا ہے
بیچ درود اس حسن پر تو دن میں سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار
سلطنت علیہ فیہی

(الفضل خاتم النبیین نمبر مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۸ء)

INTLY. PEOPLE"

ترجمہ: ذاتی لحاظ سے مجھے یقین ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس
اعتقاد و اعلان میں غلط اور سچے تھے کہ جو وحی آپ پر نازل ہوتی ہے وہ کوئی
اپنے خیالات کا نتیجہ نہیں۔ میں (حضرت) محمد کو سچا نبی یقین کرتا ہوں اور یہی یہ
راے ہے کہ میں ایسے کو یہ بات عیسائیت کے اس اصول کی رو سے قبول کر
لینی چاہیے کہ "تم ان درختوں کی شناخت ان کے پھلوں کے ذریعے کر
لو گے چنانچہ اسلام نے گزشتہ صدیوں میں بہت سے راستباز اور اولیاء
پیدا کیے ہیں۔"

زیر نظر کتاب جس میں مصنف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی سیرت
کو قرآنی آیات کی بنا پر تالیف کر کے پیش کیا ہے اگرچہ میں بعض مقامات پر ان کی رائے
سے اختلاف ہے۔ مثلاً یہ کہ جمع و تدوین قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی
ہو گئی تھی نہ کہ بعد میں۔ تاہم یہ کتاب حضور کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے والوں کیلئے
یورپین اسلامی نثر پرچہ ایک مفید اضافہ ہے (ڈاکٹر صاحب خلیل از زیور کسٹمرز اینڈ)

لیکن عبادتیں کرتے چلے گئے۔ اہل عبادتوں میں پہلے سے بڑھ گئے تھے
تو حید سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن قربانی پر قربانی دیتے چلے گئے
اور کلمہ توحید سے جان بچا کر بڑھ کر چلے رہے۔ جانی گنوا دیں مگر کلمہ توحید
کو اپنے دل سے نکلنے نہ دیا۔ یہ وہ جماعت ہے جس نے حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے وہ تمام اعلیٰ اخلاق و ہر
دیشے ہیں اور تمہاری آنکھوں کے سامنے دہرا رہی ہے۔

دینا کے سامنے پیش کر دیا ہے جو کبھی تاریخ کے صفحات پر پڑھا جاتا تھا
اقلم ہر حال تم وہ بد نصیب جو جس نے محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ
کے ساتھیوں کے ساتھ ظلم کرنے والوں کے ہر کلمہ وار کہ اپنا لیا ہے۔ آپ کے
دشمنوں کے ہر وہ طعنے کو دوبارہ اختیار کیا اور آج تم بھی ہماری طرح ایک
تاریخ لکھ رہے ہو۔ دنیا کی آنکھ جو دیکھنے کی آنکھ ہے وہ گواہ رہے گی
اور ہمیشہ گواہ رہے گی کہ ہم نے اپنی قربانیوں، اپنی وفا اور اپنے خون
سے اور اپنے گھر چلا کر اور اپنی اولادیں قربان کر کے جو تاریخ آج اس
زمانے میں لکھی ہے یہ وہی تاریخ ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں نے اسی طرح اپنی وفا کیا تھا
اپنی قربانیوں کے ساتھ اپنی ایک اعمال کے ساتھ لکھی تھی اور تم وہ
ہو جو وہ تاریخ لکھ رہے ہو جو خلیفین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے
چلے گئے یہاں تک کہ خدا نے ان کو مغلوب کر دیا اور ان کو بے اختیار
کر دیا اور ان کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے دین اسلام پھیلتا
چلا گیا۔ پس آج بھی وہی اسلام پھیلے گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا اسلام ہے اور اس اسلام کے نقوش دن بدن واضح ہوتے
چلے جا رہے ہیں۔

بانی اسلام کی صداقت کے متعلق

ایک مشرق کا انسان

پروفیسر محمد شگری واٹ انگلستان کی ایڈنبرا یونیورسٹی عربی اور اسلامیات
کے پروفیسر رہ چکے ہیں آپ کی سنہ ۱۹۱۸ء میں پیدائش ہوئی انہوں نے اپنی
ایک کتاب کے دیباچہ میں اس امر کا بخوشی اعلان کیا ہے کہ اسلام سے
طالب علم کے زمانہ میں میرا تعارف احمدیت کے ذریعہ ہی ہوا تھا یعنی
ایک امیری طالب علم کے ذریعہ جو ہندوستان سے حصول تعلیم کے لئے
انگلستان آئے تھے آپ ایک درجن سے زیادہ کتب کے مصنف ہیں۔
حال ہی میں ان کی ایک نئی تصنیف "اتالیف" نامہ آنحضرت کے دور میں۔
(MUHAMMAD'S MECCA) کے نام سے ایڈنبرا یونیورسٹی پریسی کی
طرف سے شائع ہوئی ہے اس کتاب کے مشروحات میں وہ لکھتے ہیں کہ بانی
اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقعہ اللہ تعالیٰ کے ہی تھے۔ (لاحظہ ہو
باب اول) مصنف کی اصل انگریزی عبارت حسب ذیل ہے۔

"PERSONALLY I AM CONVINCED THAT MUHAMMAD WAS SINCERE IN BELIEVING THAT WHAT CAME TO HIM AS REVELATION (WARY) WAS NOT THE PRODUCT OF CONSCIOUS THOUGHT ON HIS PART. I CONSIDER THAT MUHAMMAD WAS TRULY A PROPHET, AND THINK THAT WE CHRISTIANS SHOULD ADMIT THIS ON THE BASIS OF THE CHRISTIAN PRINCIPLE THAT "BY THEIR FRUITS YOU WILL KNOW THEM" SINCE THROUGH THE CENTURIES ISLAM HAS PRODUCED MANY UPRIGHT AND SA—

تا مظهر نشر و اشاعت قادیان

سیدنا حضرت یحٰیٰ موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے مبارک خلفائے کرام



الحاج حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ



حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ



الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ



حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع آیۃ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

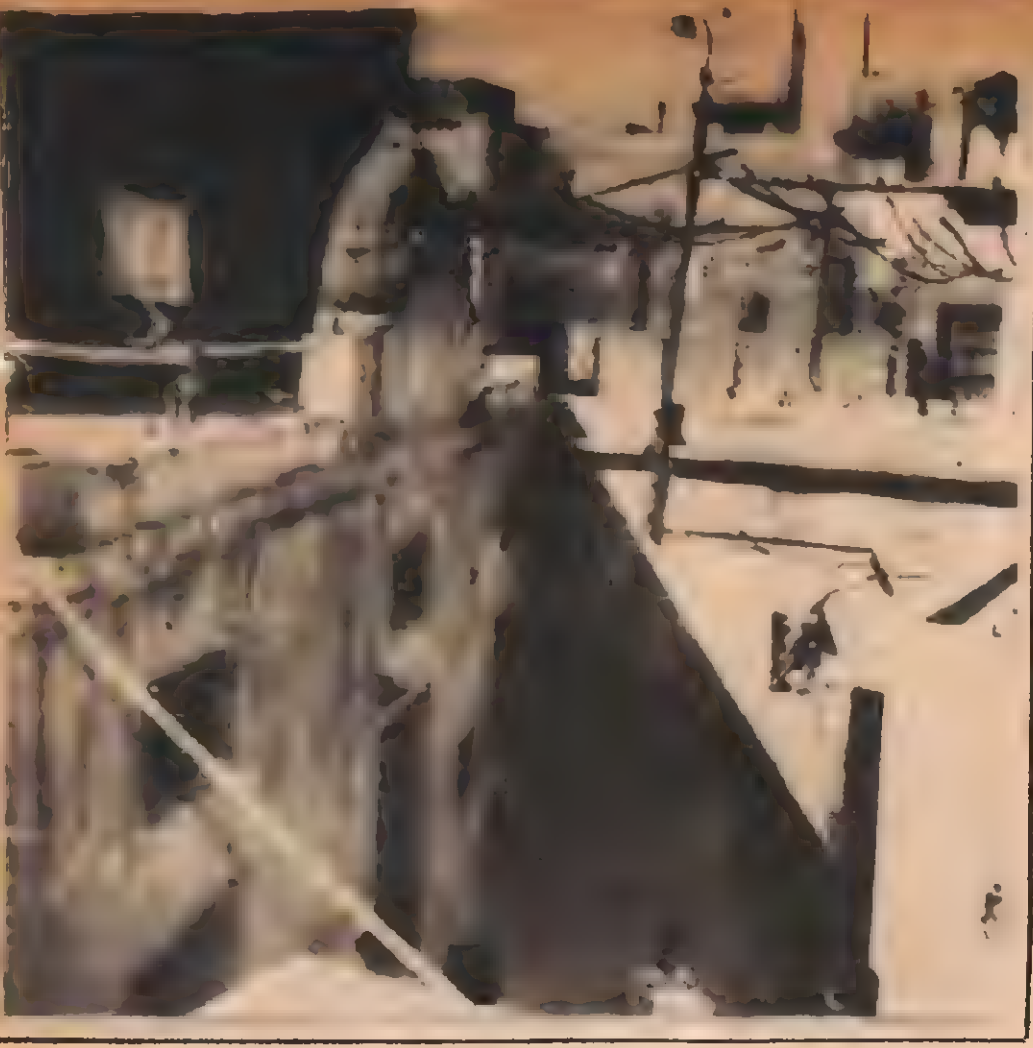


لدھیانہ میں مدرسہ جشنِ شکر کے عظیم الشان جلسے کے سٹیج کی تصویر۔
(دائیں سے بائیں) محترم ناظر صاحب خدمت درویشان - محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان - محترم مولف صاحب اصحاب احمد (ملک صلاح الدین) - محترم ڈاکٹر ایس۔ ایس۔ جوہل (مہمان خصوصی) آل انڈیا اقتصادی بورڈ کے چیئرمین خطاب فرما رہے ہیں۔

صد سالہ جشن شکر کے بعض مناظر



قادیان میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کے روز نکلتے والے تاریخ ساز جلوس کا ایک منظر



کہار البیت لدھیانہ جہاں پرستینا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
تین سال قبل ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت لے کر جماعت احمدیہ
کی بنیاد رکھی۔



جلوس کے بعد منعقد ہونے والے عظیم الشان جلسے کا حسین منظر



قادیان میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کے سٹیج جلسہ کا ایک منظر :-
تصویر میں انتہائی بائیں جانب محترم چوہدری اللہ بخش صادق
صاحب ناظر خدمت درویشان تشریف فرما ہیں۔ اور دائیں
جانب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ،
جناب رگھونندن لال بھاٹیہ ایم۔ پی۔ (مہمان خصوصی)
کے ساتھ محو گفتگو ہیں۔

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے مثال عشق

بعد از خدا بعشق محمد موعود + گر کفر این بود بخدا سخت کا فرم (کلام حضرت مسیح موعود)

از مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب میڈیٹر مدرسوہ اہل بیتہ قادیان

مثل مشہور ہے۔ عشق و مشک
رائتواں نہفتن : کہ عشق اور مشک
کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ یہ مثال
صرف حقیقی عشاق پر ہی چھپا
ہوتی ہے۔ فقال اور بہر دینے یا نام
نہاد عشق مجازی کے دھوکہ دار گرد
جتن کرے۔ یہ مثال اُن پر صادق
نہیں آتی۔

جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں
تو انہیں آپ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے عشق کی کیفیات ایام طفولیت
سے نظر آتی ہیں۔

آپ کی سیرت کے بارے میں آپ
کے دعویٰ مسیح موعود کے بعد آپ کے سب
سے بڑے مخالف مولوی محمد حسین صاحب
بٹاوی کی شہادت آپ کی معرکتہ افراء
تصنیف برائین احمدیہ پر ریلوے کے ضمن
میں یوں درج ہے۔

و در کتاب برائین احمدیہ کا مؤلف
اسلام کی دلی و جانی و قسمی و
لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا
ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر
پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی
گئی ہے۔

ان الفاظ کو کوئی ایسا ہی مبالغہ
سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی
کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ
ہائے مخالفین اسلام خصوصاً
آریہ دہرتم صحاح سے اس زور
شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور

دو چار ایسے اشخاص انصار
اسلام کی نشان دہی کرتے جنہوں
نے اسلام کی نصرت تالی و جانی و
قلبی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت
کا بھی بیڑا اٹھالیا ہو اور مخالفین
اسلام اور منکرین الہام کے
مقابلہ میں مردانہ تہذیب کے ساتھ
یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو جو الہام

میں شک ہو وہ ہمارے پاس
آکر تجربہ و مشاہدہ کر سکے اور
اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام
غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔
(اشاعت المذہب ص ۱۶۷-۱۶۸)
یہ صاحب حال وجود یعنی حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
عشق کے بارے میں فرماتے ہیں
بارہول اللہ برویت محمد دارم استوار
عشق تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوار
ترجمہ :- یا رسول اللہ میں تجھ سے
مشغول تعلق رکھتا ہوں اور اُس دن
سیر کہ میں شیرخوار تھا۔ مجھے تجھ سے
محبت ہے۔

جب تک کسی میں پیدائشی تخم سعادت
نہ ہو یہ جو ہر پند کہ بعد میں منظر
عام پر نہیں آتا۔ اس کے بعد اپنی
طفولیت کے بارے میں فرماتے ہیں
ورد عالم نسبتہ دارم بنوازل بس بزرگ
پرورش داری مرا خود مجھ طفلے در کنار
ترجمہ :- دونوں جہاں میں۔ میں تجھ
سے بے انتہا تعلق رکھتا ہوں۔ تو نے
خود بچے کی طرح اپنی گود میں میری
پرورش فرمائی ہے۔ اس شعر میں
آپ نے اپنے آپ کو حضور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا روحانی فرزند
قرار دیا ہے۔

ویدایہ رسالتما صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد آپ کے

عشق کی کیفیت

فرماتے ہیں :-
تاہن نور رسول پاک را بنمودہ اند
عشق او در دل ہے جو شہ جواہر انوار
ترجمہ :- جب سے مجھے رسول پاک
کا نور دکھایا گیا۔ تب سے اُس کا

عشق میرے دل میں یوں جوش مارنا
ہے جیسے آتش میں سے پانی۔
(۲) ترجمہ :- جب سے مجھے اُس
کے کسب کی خبر دی گئی ہے۔ میرا دل
اُس کے عشق میں بیقرار رہتا ہے۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی چاہ ذوق میں لاکھوں یوسف
دیو رہا ہوں۔ اور جہاں تک مسیح
ناصری علیہ السلام کا تعلق ہے۔ ایسے وجود
تو آپ کے لعل بے شمار ہوئے۔
(ترجمہ از فارسی)

(۴) ترجمہ :- میرا سرا احمد صلی اللہ علیہ و
سلم کی خاک پر نثار ہے اور میرا دل
ہر وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔
(۵) بیسیوے رسول اللہ کے ختم
نثار روئے تابان محمد

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
زلفوں کی قسم کہ میں محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرہ پر فدا
ہوں۔

(۶) ترجمہ :- اس راہ میں اگر مجھے قتل
کر دیا جائے یا جلا دیا جائے تو پھر
بھی میں محمد کی بارگاہ سے منہ نہیں
بھڑوں گا۔

(۷) بکار دین منترسم از جہانے
کہ دارم رنگ ابروان محمد

ترجمہ :- دین کے معاملہ میں میں سوائے
جہاں سے مجھ نہیں ڈرتا۔ اس لئے
کہ محمد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان
کا رنگ ہے۔

(۸) ایسے پہل امت از دنیا سربان
بیاد حسن و احسان محمد
ترجمہ :- دنیا سے قطع تعلق کر لینا
بہت آسان ہے محمد صلی اللہ علیہ و
سلم کی یاد کر کے۔

(۹) خدا شد در رہش ہر ذرہ من
کہ دیم حسین پنہان محمد
ترجمہ :- اُس کی راہ میں میرا ہر ذرہ
قربان ہے کیونکہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کا مخفی حسن و کیمیا ہے۔
(۱۰) ترجمہ :- میں اور کسی اُستاد کا
نام نہیں جانتا میں تو صرف محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ کا پڑھا ہوا
ہوں۔

(۱۱) بدیگر دہرے کا بے ندام
کہ بہتم کشتہ آن محمد
ترجمہ :- اور کسی محبوب سے نہایت
کار نہیں کر میں تو محمد صلی اللہ علیہ و
سلم کے ناز و ادا کا مقتول ہوں۔

(۱۲) ترجمہ :- میرے زخمی دل کو میرے
پہلو میں تلاش نہ کر کہ اُسے تو میں
نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے
باندھ دیا ہے۔

(۱۳) ترجمہ :- میں حاضرانِ قدس میں سے
وہ اعلیٰ پرندہ ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے باغِ اقدس میں بسیرا رکھتا
ہے۔

(۱۴) ترجمہ :- تو نے عشق کی وجہ سے
ہماری جان کو روضہ کر دیا ہے محمد صلی
اللہ علیہ وسلم تجھ پر میری جان فدا ہو
(۱۵) ترجمہ :- اگر میں اس راہ میں سو
جان سے قربان ہو جاؤں تو بھی افسوس
رہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان
کے نمایان نہیں۔

محبت عشق کا اعلیٰ مقام

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے چند اشعار پیش
میں۔ فرماتے ہیں :-

(۱) ترجمہ :- میرا چہرہ اُس کے چہرہ
میں محو اور کم ہو گیا اور میرے مکان
اور کوچہ سے اُسی کی خوشبو آتی
ہے۔

(۲) بسکہ من در عشق از ہستم نہاں
من ہما نم۔ من ہما نم۔ من ہما نم
ترجمہ :- از بس کہ میں اُسی کے عشق میں
غائب ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی
ہوں۔ میں وہی ہوں۔

(۳) ترجمہ :- میری روح اُس کی روح
سے غذا حاصل کرتی ہے اور میرے
گوشتان سے وہی سورج نکل آیا ہے۔

(۴) ترجمہ :- احمد کی جان کے اندر ام
خاہر ہو گیا۔ اس لئے میرا وہی نام ہو گیا
جو اُس لاشانی انسان کا نام ہے۔

گو یا اس مذکورہ بالا کلام میں وہی
مضمون بیان کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل
اشعار میں بیان ہے۔

من تو متدم : تو من شدی
من تو شدی : من تو متدم
تاکسنگ گلوٹین : عید اتریب

من دیگر تو دیگر ہے۔
عاشقانہ فدایت کی

استیازی نشان

(۱) ترجمہ :- میرے جیسا شخص اپنے اس چاند سے منہ پھیر سکتا ہے؟ دشمن کے اس خیال پر خدا کی لعنت ہو۔

(۲) آں منم کا ندر رہ آں سر دے در میان خاک و خون بینی سرے ترجمہ :- میں تو وہ ہوں کہ اُس سردار کی راہ میں تو یہ اسر خاک و خون میں تھکا ہوا دیکھ گیا۔

(۳) ترجمہ :- اگر اُس محبوب کی گلی میں تلوار چلے تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو اپنی جان قربان کرے گا۔

(۴) عشق تو بہ نقد جان خریدیم تا دم نہ زند و گر خریدار ترجمہ :- ہم نے نقد جان دیکر تیرا عشق خریدا ہے۔ تاکہ پھر اور کوئی خریدار دم نہ مار سکے۔

(۵) ترجمہ :- اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر اُتارے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا دعویٰ کرے گا۔ وہ میں ہوں گا۔

(۶) ترجمہ :- اے اللہ کے نبی میں تیرے بان بانی پر خدا ہوں۔ اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں سب کو قربان کر دوں۔

(۷) یا نبی اللہ نہار دے محبوب تمام وقع بہت کردہ ام میں سرکہ بردوش ست بار ترجمہ :- اے اللہ کے نبی میں تیرے پیارے مکھڑے پر نہار ہوں۔ میں نے اس سر کو جو کندھوں پر بار ہے تیری راہ میں وقف کر دیا ہے۔

(۸) ترجمہ :- میرے دل سے اُس کے عشق کی آگ بجلی کی طرح نکلتی ہے۔ اے خام حبیع رفیقو میرے اُس پاس سے ہٹ جاؤ۔

آقائے نامدار کے

مئے عاشقانہ غسیرت

فرماتے ہیں :-

لا جو لوگ ناحق فدا سے بے خوف ہو کر مجھے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک توہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باتیں کرتے ہیں۔ اُن سے

ہم کو بھڑکے صلیح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شہرہ زلفی کے سانپوں اور بیا بانوں کے بھیسریوں سے صلیح کر سکتے ہیں لیکن اُن لوگوں سے ہم صلیح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جوہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔ (یہ خاتم صلیح منسلک)

تائیرات عاشقانہ متابعت

آنحضرت صلیع

فرماتے ہیں :-

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم یک قطرہ ز بحر کمال محمد است ترجمہ :- یہ چشمہ جاریہ جس سے میں مخلوق خدا کو سیراب کر رہا ہوں یہ میرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے سمندر کا عرف ایک قطرہ ہے۔

پھر فرماتے ہیں :- اُس نور پر خدا ہوں اُس کا ہی میں ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہ ہے اس عشق کی بدولت آپ مثیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنے۔ مگر آپ نے جا بجا ہر فیضان کا مورث اعلیٰ اپنے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے آپ کی سیرت مندرجہ ذیل اشعار کی آئینہ دار ہے۔

(۱) ترجمہ :- ایک دن تمام میں اُس مٹی سے خوشبو آئی۔ جو میرے ہاتھ میں میرے محبوب کے ہاتھ سے پہنچی تھی۔

(۲) ترجمہ :- میں نے اُس مٹی سے پوچھا کہ کیا آپ کستوری ہیں یا عسبر ہیں؟ اُس نے کہا کہ تمہاری دلاویز خوشبو نے تو مجھے مست بنا دیا ہے۔

دس ہفتا مون گھلے ناچنیر بودم و لیکن مدتی با گل نشستم ترجمہ :- اُس نے کہا میں تو ایک ناچنیر سی تھی۔ لیکن ایک مدت تک نایک پھول کی صحبت میں بیٹھی ہوں۔

(۱) ترجمہ :- میری خوشبو میرے ہم نشین کے جمال کی بدولت ہے وگرنہ میں اپنی ذات میں تو عام مٹی کی طرح مٹی ہی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے مولیٰ کریم کی جناب میں یوں اپنے عجز کا اظہار کرتے ہیں۔

سکینہ بر زور تو دارم و گرنہ من ہچو خاکم بلکہ راں ہم کمتر ہے کہ خدایا میرا تو سب دارم مدار آپ ہی کی ذات پر ہے۔ وگرنہ میں تو خاک کی مانند ہوں۔ بلکہ اُس سے بھی گھٹیا ہوں۔

خدا تعالیٰ کے بعد اُس کے بزرگ نبی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر فرماتے ہیں :-

جان و دم فدائے جمال محمد است خاتم تبار کو چہ ال محمد است ترجمہ :- میرے دل و جان و دم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں۔ میری خاک ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ پہ قربان ہے۔

اپنے محبوب آقا کے

حق میں عاشقانہ دعا میں

فرماتے ہیں :-

وَوَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَلْحَقُّ عَاشِقُ الْاِسْلَامِ وَفَدَاؤُ حَضْرَتِ خَيْرِ الْاِنْسَانِ وَغُلَامِ اَحْمَدِ بْنِ الْمُصْطَفٰی (آئینہ کمالات اسلام ۳۸۸)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ

میں اسلام کا حقیقی عاشق اور حضرت خیر الانام پر دل و جان سے فدا اور ان کا غلام ہوں۔

مذہبِ آفریں۔ اُس نوجوان پر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نازل اے اللہ تو اس بزرگ رسول کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرما جو تو نے مخلوق میں سے کسی کو عطا نہ کی ہو اور ہمیں آپ کے گروہ میں شامل کر کے موت عطا فرما اور اسی کی امت سے ہمیں اُٹھا۔ اور ہمیں آپ کے چشمہ سے پانی پلا اور اسے ہمارا مشرب بنا دے اور آپ کو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمارا شفاعت کنندہ بنا دے۔ اے اللہ تو ہماری اس دعا کو قبول فرما اور ہمیں اس پیادہ گاہ میں جگہ مرحمت فرما۔

اے میرے رب۔ اے میرے رب۔ تو درود و سلام بھجیج اور برکات نازل فرما۔ اس ختم رسول پر اور ہر اس شخص پر جو آپ سے محبت کرے۔ آپ کے حکم کی اطاعت کرے۔ اور آپ کی لافٹ ہوئی ہدایت کا تابع ہو۔

ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام ۳۶۹-۳۷۰

جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر قادیان تشریف لانے والے

احمدی بھائیوں کیلئے خوشخبری

ہم جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر دنیا بھر سے قادیان تشریف لانے والے اپنے معزز احمدی بھائیوں اور بہنوں کو خلوص دل سے خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کے اس سفر کی کامیابی کے لئے ممتنی ہیں۔

اوجا گروام میں کو یہ سعادت حاصل ہے کہ یہ دو خانہ عرصہ قریب ڈیرہ سومارا سے اہالیان قادیان کی خدمت بجا رہا ہے۔ ہم ہر قسم کی مروانہ اور زمانہ فرائض کے لئے طلب لوبانی اور یورید کے بے شمار صندوق کے ساتھ ساتھ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے عذاب خلیفہ اولیٰ کے مجرب غہ جات بھی پوری احتیاط سے ساتھ لے کر آئے ہیں۔ ضرورت مند سہائی اور بھائیوں سے اس سہولت پر بلا تکلف کام کریں۔

حکیم بلونت سنگھ شاہی لیب مالک اوجا گروام سی پھوٹا بازار قادیان پنجاب

قسط اولیٰ

تقریر خواجہ عبداللہ قادریان ۱۹۸۸ء

ہستی باری تعالیٰ کے بارے میں سائنسدانوں کی بدلتا ہوا رجحان

از مکرم ڈاکٹر حافظہ صالح محمد الزین صاحب پرنسپل شعبہ ہیئت عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن

ہستی باری تعالیٰ کا مضمون انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ مذہب کا مرکزی نقطہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لہذا یہ ایسا موضوع ہے جس کے ذریعہ مختلف مذاہب کے درمیان ایک خوشگوار فضاء قائم ہو سکتی ہے اور وہ اس نیت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں کہ دہریت کا مقابلہ کریں اور دنیا پر یہ واضح کریں کہ ہم سب کو پیدا کرنے والا ایک خدا ہے جس کو پانا ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:-

قل یا اھل الکتاب تعالوا اھل کلمۃ سواہ بینکم ان لا نعبد الا اللہ

راہی عمران آیت ۶۵

یعنی تو کہہ کہ اے اہل کتاب کم سے کم ایک ایسی بات کی طرف تو آ جاؤ جو تمہارے درمیان اور تمہارے درمیان برابر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

جبرائیل اور برادہ کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دل میں خدا کا خوف نہیں ہوتا۔ لہذا اس موضوع کا امن عالم سے بھی گہرا تعلق ہے۔

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کام دعوت الی اللہ تھا جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے

قل دعواہ سبیلہ اذھوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی و سبحان اللہ عما یشکیون۔ (۱۰۸: ۲۰)

یعنی تو کہہ کہ میرا یہ طریق ہے میں تو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنہوں نے سچی طور پر میری پیروی اختیار کی ہے۔ میں اور وہ سب بصیرت پر قائم ہیں۔ (یعنی ہر بات کو دلیل سے مانتے ہیں دھوکے تلوار سے ایمان نہیں لاتے) اور اللہ سب قسم کے نقصان سے پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں آنے والے حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم الشان کام یہ بتایا تھا کہ ان کے ذریعہ ایمان دنیا میں دوبارہ قائم ہو گا۔ اگر ایمان شریعت تک بھی چلا جائیگا تو وہ وہاں سے بھی ملے آئیں گے۔ لہذا اس مضمون کے ساتھ جماعت احمدیہ کو گہری دلچسپی ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلیٰ موعود رضی اللہ عنہ کے اس شعر سے واضح ہے کہ

میری رات دن بس یہی اک خدا ہے کہ اس عالم کو ناکارک خدا ہے قرآن مجید کائنات عالم کو اللہ تعالیٰ کا ہستی کی دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے:-

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لآیات لا ولی الا للہ اب۔ (۱۹۱: ۳)

یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے یقیناً کئی نشان موجود ہیں۔

ومن الیۃ خلق السموات والارض واختلاف المسکنم والوانکم ان فی ذلک لآیات للعلمین (۲۳: ۳۰)

یعنی اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہارے زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے۔ اس میں تمام جاننے والوں کے لئے بڑے نشان ہیں۔

آ فی اللہ شک فاطموا السموات والارض (۱۱: ۱۲)

یعنی کیا تمہیں اللہ کے متعلق کوئی شک ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔

ان بات سے واضح ہے کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا ہے۔ اس حقیقت میں سائنس کی باتیں اور سائنسدانوں کی بات آپ کی خدمت میں آتی کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہمارے مقدس آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مسلمانوں نے سائنس کو بہت ترقی دی اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے تھے اور سائنس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے تھے۔ مثلاً عبد اللہ محمد ابن جابر البتانی صاحب (AL-BATTANI) مشہور عرب سلمان ہیئت دان گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنی عمر کے چالیس سال کا لمبا عرصہ ۸۷۸ء تا ۹۱۸ء اجرام سماوی کے مشاہدے اور مطالع میں گزارا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ:-

"THE SCIENCE OF THE STARS.....TENDS TO RECOGNIZE GODS ONENESS AND HIGHEST DIVINE WISDOM."

(A HISTORY OF ASTRO-NOMY BY A. PANNAKOEK, IN LASANCE NEW YORK. ۱۹۶۱)

یعنی تاروں کی سائنس اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی اعلیٰ حکمتوں کو پہچاننے کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کے بعد سولہویں صدی عیسوی میں جب سائنسدانوں نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ زمین کائنات کی مرکز نہیں ہے تو یورپ کے مذہبی لوگوں نے اس کی مخالفت کی تھی اور یہ سمجھا گیا کہ مذہب اور سائنس میں تضاد ہے۔

لیکن اب موجودہ زمانے میں بہت سے سائنسدان سائنس اور مذہب کو ایک دوسرے کے خلاف نہیں سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا ایک کتاب بعنوان 1958 EVIDENCE میں امریکہ سے شائع ہوئی۔ بعد میں

۱۹۶۸ میں ہندوستان میں بھی شائع ہوئی۔

(SECRETS DISTRIBUTED BY THE GOVT. OF INDIA, NEW DELHI, 1968)

اس کتاب کا مکمل عنوان ہے:-

THE EVIDENCE OF GOD IN AN EXPANDING UNIVERSE.

یعنی پھیلتی ہوئی کائنات میں ہستی باری تعالیٰ کی گواہی۔ اس کتاب میں چالیس موجودہ زمانہ کے سائنسدانوں کے مضامین کو جمع کیا گیا ہے جنہوں نے سائنس کے مختلف شعبوں میں کام کیا ہے۔ سب اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں کہ اس کائنات کا ایک خدا ہے۔ اس کتاب کے ایڈیٹر

MR. JOHN CLOVERMAN-SMA ہیں۔ وہ اس کتاب کے پیش لفظ میں یہ لکھتے ہیں کہ اس کتاب کا بنیادی مفروضہ یہ ہے کہ قانون قدرت کے مشاہدات اور عقلی دلائل سے سائنس یہ ثابت کر سکتی ہے کہ ایک بالائستی موجود ہے۔ اس بالائستی کے بارے میں زیادہ تفصیل معلوم کرنا ہو تو الہام الہی کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بعض اقتباسات پیش کروں گا۔ ہمارے نہایت ہی پیارے معلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ العیون فصیحت ما وجدھا فھو الحق بھا یعنی حکمت کی بات مؤمن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ جہاں سے بھی ملے اس کا حق ہے۔ لہذا جہاں سے بھی حکمت کی بات ہمیں ملے ہم اسے لے لیں گے۔

عیسویں صدی کے مشہور آفاق سائنسدان MAX PLANCK جنہوں نے ATOM کو سمجھنے میں بنیادی کام کیا تھا اور جن کو ۱۹۲۲ء میں نوبل پرائز میں فرکس ملا تھا وہ مذہب اور سائنس کو ایک دوسرے کے معاون قرار دیتے ہیں اور دونوں کا مقصد یہ قرار دیتے ہیں کہ ہم خدا کی طرف جلیں۔ وہ کہتے ہیں:-

"RELIGION AND NATURAL SCIENCE ARE FIGHTING

Mr. HARRY L. Shigman

اپنی کتاب

BLACK HOLES, QUASARS AND THE UNIVERSE

کے آخر میں یہ تحریر کرتے ہیں:-

"THE BIG BANG THEORY LEAVES ONE UNANSWERED QUESTION: WHO CREATED THE MATERIAL THAT EXPLODED AS THE BIG BANG? FOR THIS THE ASTRONOMER HAS NO ANSWER. WE MAY BE ABLE TO LOOK BACK TO THE EARLY SECOND OF THE EVOLUTION OF LIFE."

THE UNIVERSE, BUT OUR VISION STOPS THERE. THIS BOOK END BY LEAVING THE PROBLEM OF CREATION TO THE PHILOSOPHER AND THE THEOLOGIAN.

یعنی "عظیم دھماکہ (Big Bang)"

کا نظریہ ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ کس نے اس مادہ کو پیدا کیا جو بڑے دھماکہ سے پھٹا۔ اس کا اہمیت دان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ ہماری نظریات تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ جب کہ کائنات پیدا ہو کر صرف چند سیکنڈ ہوئے تھے لیکن وہاں ہماری نظر جا کر ٹک جاتی ہے۔ یہ کتاب اس پیدائش کے مسئلہ کو فلسفہ دان اور مذہبی علم رکھنے والے لوگوں کے حوالہ کر کے اب ختم ہوتی ہے۔

(باقی آئندہ)

لہذا یہ کائنات ہمیشہ سے نہیں ہے۔ اس نتیجہ کی بنیاد مشاہدات پر ہے۔ ایک اہم مشاہدہ یہ ہے کہ ہماری کائنات بے شمار کہکشاؤں (وہ کائناتوں کے) پر مشتمل ہے اور ہر کہکشاؤں کے اندر ہمارے سورج جیسے بے شمار تارے ہیں۔ موجودہ صدی میں

galaxies سے آنے والے شعاعوں کے spectroscopy کے مطالعہ سے یہ عظیم الشان انکشاف ہوا ہے کہ وہ کائنات ایک دوسرے سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور ان کی رفتار کو ان کے فاصلہ کے ساتھ مناسبت ہے۔

لہذا وہ ماضی میں ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔ تخلیق کائنات کے بارے میں اس وقت جو نظریہ مقبول ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ۱۵ ارب سال پہلے دو مادہ جو اس وقت تمام galaxies میں ہے وہ ایک چھوٹی سی جگہ میں بند تھا۔ وہ انتہائی گرم اور کشیف تھا۔ پھر ایک Big Bang

یعنی عظیم دھماکہ ہوا اور وہ مادہ پھٹ کر کئی اجزاء میں منقسم ہوا اور وہ اجزاء ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے گئے اور ان میں سے galaxies اور تارے تیار ہوئے۔

Radiation نامی - کے ذریعہ ایک عالمگیر 3°K RADIATION کا پتہ چلا ہے جس سے اس نظریہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

امریکہ کے UNIVERSITY OF DELAWARE کے سائنسدان

درہستی بار میتعالی کے عقیدہ کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے سائنسدان خدا کے قائل ہیں بلکہ دراصل اگر دیکھا جائے تو بہت تھوڑے

آں میں سے ایسے ہیں کہ جو خدا کا انکار کرتے ہیں اور زیادہ ہیں جو انکار نہیں کرتے۔

خاکسار نے بھی بہت سے سائنسدانوں کو خدا کو ماننے والا پایا۔

کائنات عالم کے متعلق تین نظریے قہور کئے جا سکتے ہیں:-

اول:- یہ کائنات ہمیشہ سے ہے۔

دوسرے:- یہ کہ یہ کائنات خود بخود بن گئی۔

تیسرے:- یہ کہ اس کائنات کو ایک بالا پر حکمت ہستی نے بنایا ہے اب بیان کیا جائے گا کہ سائنس پہلے اور دوسرے نظریے کی تائید نہیں کرتی ہے بلکہ تیسرے نظریے کی تائید کرتی ہے۔

یہ کائنات ہمیشہ سے ہے

موجودہ بیسویں صدی میں علم اہمیت نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اس کائنات کی عمر معلوم کر لی گئی ہے۔ بے شک نئے مشاہدات کی روشنی میں اندازہ میں تبدیلی ہو سکتی ہے اور زیادہ صحیح (accuracy) اندازہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ مشاہدات اور قانونی شہر کے اصول کے ماتحت کائنات کی عمر معلوم کرنا یہ بیسویں صدی کا عظیم الشان کارنامہ ہے اور اذا التمسنا

کشتی کی پیشگوئی کا ایک ایمان افروز ٹھوس ہے۔ اس سے پہلے کی صدیوں میں یہ ممکن نہ تھا بلکہ انیسویں صدی عیسوی تک تو ہیثیت دان ALA X Y کی حقیقت سے بھی واقف نہیں تھے۔

موجودہ علم ہیثیت کی رو سے ہماری کائنات کی عمر کم و بیش ۱۵ ارب سال ہے اور ظاہر ہے کہ جس کی عمر معلوم کی جا سکتی ہے وہ ہمیشہ سے نہیں ہے۔

A JOINT BATTLE AN INCESSANT NEVER-RELAXING CRUSADE AGAINST SKEPTICISM, AGAINST DOG MATISM AND AGNOSTIC SUPPOSITION AND THE RALLYING CRY IN THIS CRUSADE HAS ALWAYS BEEN, AND ALWAYS WILL BE: ON TO GOD. (EVIDENCE P. 247)

یعنی مذہب اور طبعی سائنس کا متفقہ مسلسل جہاد شکوک۔ بلا ثبوت باتوں اور توہمات کے خلاف ہو رہا ہے اور اس جہاد میں یہی پیکار رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی کہ خدا کی طرف چلیں۔

DR. GEORGE EARL DAVIS, PHYSICIST, UNIVERSITY OF MINNESOTA, U.S.A. لکھتے ہیں:-

"THAT ATHEISM EXISTS IN SCIENTIFIC CIRCLES IS UNDENIABLE. BUT THE POPULAR BELIEF THAT OTHEISM IS MORE PREVALENT AMONG SCIENTIST THAN AMONG THE UN SCIENTIFIC HAS NEVER BEEN PROVED AND IS, IN FACT, CONTRARY TO THE IMPRESSIONS GAINED AT FIRST HAND BY MANY OF THE SCIENTIST THEMSELVES. (EVIDENCE P. 70)

یعنی سائنسدانوں میں دہریت پائی جاتی ہے اس سے انکار نہیں ہے۔ لیکن عام طور پر جو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ غیر سائنسدانوں کی نسبت سائنسدانوں میں زیادہ دہریت پائی جاتی ہے یہ کبھی ثابت نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ اس بارے میں بہت سے سائنسدانوں کا راست تاثر اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے۔

حضرت رزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف لطیف "ہمارا خدا" میں اپنا تاثر یوں بیان فرماتے ہیں:-

تقریب رخصت خانہ

مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۷ء کو عزیزہ حضرت جہان آہم سہیلہ اللہ تعالیٰ بنت محرم مولوی محمد کرم اللہ وجہہ درود صاحب مشاہیر نائب ریٹائرڈ سربراہ اعلیٰ درجہ قادیان کی تقریب رخصت خانہ عمل میں آئی۔ بعد نماز عصر تا ۴ بجے مسجد مبارک میں اور بعد منظم مولوی صاحب موصوف کے مکان پر محرم صاحبزادہ مرزا قیوم احمد صاحب امیر جماعت اور ریہ قادیان نے اجتماعی دعا کرتی۔ محل اربعہ عزیزہ کا نکاح محرم مولوی محمد ابراہیم احمد صاحب سلمہ اللہ ابن محرم محمد محمود صاحب آف حیدرآباد نے منعقد کیا۔ مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۷ء کو محرم محمد محمود صاحب نے بعد نماز مغرب قربانیاں پڑھ کر افراد کو اپنے بیٹے کی دعوت و ولیمہ پر بلوایا۔ قاریں کرام سے اس برکت کے جانیے کہ ہر بہت سے بابرکت اور شریہ شریعت حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ایڈیٹر)

مسجد فضل لندن کی کہانی

اور
حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا معیار قربانی

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج جماعت احمدیہ سیر پور کی ایک صدی گزرتی ہے اور اس وقت ایک ہزار چھ سو سے اوپر دنیا بھر میں احمدیہ مساجد سے اذانوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ لیکن ہندوستان سے باہر سب سے پہلے جو مسجد تعمیر کی گئی ہم ان چند مساجد میں ذکر کریں گے جو ۱۹۲۲ء میں انگلستان کے دار الخلافہ لندن میں تعمیر کی گئی۔ اس وقت اس نجفی سی جماعت کو کبھی کیسی مشکلات پیش آئیں ہم ان کا بھی تذکرہ کریں گے اور خدا کے اس گھر کے لئے لوگوں نے قربانیاں دیں اس کا کچھ ذکر آئیگا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے انگلستان جا کر دو کنگ لبریاں وکالت کا کام شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے خواہش ظاہر فرمائی کہ تبلیغ اسلام کی خاطر لوگوں کو انگلستان جانا چاہیے۔ اس تحریک پر سیر پوری فتح محمد صاحب سیال اور مولوی محمد دین صاحب نے اپنا نام پیش کیا۔ لیکن جماعت کی مالی حالت اس وقت اس قدر کمزور تھی کہ ان سے کرایہ تک کے لئے اتنی رقم بھی انجن کے پاس نہ تھی کہ یہ لوگ انگلستان جا سکیں۔ یہ وقت دیکھ کر چوہدری فتح محمد صاحب نے حضرت میاں محمود احمد صاحب (جو بعد میں خلیفہ ثانی ہوئے) سے اس کا ذکر کیا تو اس پر آپ نے انجن انصار اللہ کے فنڈ سے تین صد روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا اور میر ناصر نواب صاحب نے ۱۰۵ روپیہ اپنے پاس سے پیش کئے۔ اور جب حضرت اقدس کو اس کا علم ہوا تو آپ نے انجن کو ہدایت فرمائی کہ ۱۰۵ روپیہ سے ادا کریں اور یوں کرایہ کا انتظام ہوا اور چوہدری صاحب لندن تشریف لے گئے اور خواجہ صاحب کے پاس دو کنگ پہنچے۔ پھر اس عرصہ کے بعد ہی حضور کی وفات ہو گئی اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

خلیفہ ثانی منتخب ہوئے اور خواجہ صاحب نے تو بیعت خلافت نہ کی لیکن چوہدری صاحب نے فوراً بیعت کر لی اور نتیجہً دو کنگ چھوڑ کر لندن آ گئے اور یہاں تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ پہلا انگریز جو مسلمان ہوا اس کا نام بشیر کوہیو تھا اور جس کا اسلامی نام بشیر کوہیو رکھا گیا۔ یوں وقت گذرتا رہا مسلمانوں انگلستان جاتے رہے لیکن مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔ ۱۹۲۲ء میں حضرت اقدس کو خیال آیا کہ پونڈ کی قیمت گر جانے کی وجہ سے کچھ رقم انگلستان بھجوا دی جائے۔ ۶ ہجری کو جب حضور نماز مغرب پڑھا کر واپس تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے دل میں اس تحریک کا خیال پیدا ہوا اور ۳۴ ہزار روپے کی تحریک لکھی اور مغرب کے بعد لوگوں کو جمع کرنے کا ارشاد فرمایا اور آپ نے تحریک فرمائی تو قادیان کے غریب لوگوں نے ہی اسی وقت ۶ ہزار روپیہ جمع کر دیا اور گیارہ ہجری تک اس کی مقدار بارہ ہزار ہو گئی۔ لوگوں میں اس کے لئے بے درجوش و خروش تھا۔ مدرسہ احمدیہ کے غریب طلباء اور عوام و خواص نے بڑے جوش و خروش لکھوائے اور یہ تحریک ایک لاکھ روپے کر دی گئی اور قریباً ساری کی ساری وصول بھی ہو گئی۔ اس کے بعد ۱۹۲۴ء میں مسجد برلن کے لئے صرف مستورات نے بہتر ہزار (۲۰۰۰) روپے کی رقم جمع کی تھی وہ بھی اس میں شامل کر دی گئی اور یہ ملا کر کل رقم ایک لاکھ ستر سو ہزار (۱۶۷۰۰) ہو گئی۔ اس پر چوہدری فتح محمد صاحب کو ہدایت کی گئی کہ وہ مسجد کے لئے جا کر خریدیں۔ انہوں نے بڑی محنت اور تلاش کے بعد شیشی کے علاقہ میں ایک ایکڑ کے احاطہ میں ایک قطعہ زمین اور مکان اگست ۱۹۲۵ء میں دو ہزار دو سو تیس (۲۲۳) پونڈ اپنی زمین ہزار روپے میں ایک یہودی سے خریدا

لیا اور یہ وہی جگہ ہے جہاں آج ہماری مسجد فضل لندن تعمیر شدہ ہے۔ ۱۹۲۴ء میں ویلے نمائش منعقد ہوئی تو منتظمین نے ایک مذاہب کا نفرنس کا اعلان کیا۔ اور مولانا عبد الرحیم صاحب نیر اقام مسجد لندن کو بھی شمولیت کی دعوت بھجوائی۔ تو انہوں نے بذریعہ تاریخہ تار قادیان درخواست بھجوائی کہ حضور خود اس کانفرنس میں تشریف لا کر شامل ہوں یا اپنا نمائندہ بھجوا دیں۔ اس پر حضور نے مشاورت طلب فرمائی تو حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور مولوی عبد الرحیم صاحب دردمان نے تجویز پیش کی کہ حضور خود تشریف لے جائیں تاکہ لندن میں تبلیغ اسلام کو مضبوط کیا جائے۔ حضور نے اس تجویز کو منظور فرمایا اور مندرجہ ذیل احباب ساتھ جانے کے لئے نامزد ہوئے۔

چوہدری فتح محمد صاحب سیال، نثار دلفگار علی خالص صاحب، حافظ روشن علی صاحب، مولوی عبد الرحمن صاحب مصری، مولوی عبد الرحیم صاحب درد، ڈاکٹر عثمان اللہ خالص صاحب، شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی، حبشی عبد الرحمن صاحب قادیانی، مولوی علی محمد صاحب اور میاں رحیم دین صاحب باورچی ان کے علاوہ حضرت میاں شریف احمد صاحب، چوہدری محمد ظفر اللہ خالص صاحب اور چوہدری شریف احمد صاحب اپنے طور پر شامل ہوئے۔

ان احباب کے لئے خاص لباس تجویز ہوا یعنی سبز خاے۔ سیاہ بشیر المانی اور پاجامے۔ یہ مقدس قافلہ ۲۲ اگست ۱۹۲۵ء کو انگلستان وارد ہوا۔ اخبارات نے مفید عامہ والے نائب مسیح اور ان کے بارے حواریوں کی تقریریں خوب شائع کیں اور جماعت کا بہت چرچا ہوا۔ انہیں دنوں کو حکومت کاہل نے حضرت مولوی مفتی اللہ خان صاحب کو سنگسار کیا تھا اس واقعہ کی وجہ سے اور مذہبی کانفرنس کے منعقد ہونے اور پرائیویٹ ملاقاتوں اور میلایں لیکچروں کی وجہ

سے جماعت احمدیہ کو لندن میں بہت شہرت حاصل ہوئی اور ان سب کاموں کے بعد جب مسجد کے سنگ بنیاد رکھنے کا موقع آیا یہ نام بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار اور بڑا اثر طریقہ سے سرانجام پایا اور مسجد کے سنگ بنیاد کے بعد حضور نو ممبروں مع قافلہ واپس تشریف لے آئے۔ مولانا نیر صاحب بھی ہر کام تھے اور ان کی جگہ مولانا عبد الرحیم صاحب دردمان مسجد لندن مقرر کئے گئے۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء بروز اتوار دنیا کی تاریخ میں عام طور پر اور احمدیت کی تاریخ میں خصوصیت سے یادگار دن تھا کہ جب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود فضل خلیفۃ المسیح الثانی نے مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا۔ موسمی پیشگوئی تو یہ تھی کہ اس دن دھوپ نکلے گی اور موسم خوشگوار ہو گا۔ لیکن خدا الہی کے مطابق صبح سے ہی بارش شروع ہو گئی اور خیال ہوا کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے بہت کم لوگ آئیں گے اور حضور سے جب اس کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ بہت اچھا ہے ایسی حالت میں لوگ آئیں گے اخلاص سے ہی آئیں گے اور انشاء اللہ تقرب کامیاب ہو گی۔ علاوہ ازیں چونکہ تاریخ مقرر کرنے میں دیر ہوئی تھی اور قریباً چار دن بیشتر لوگوں کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ لندن میں پارلیمنٹ کے انتخابات کے ایام تھے۔ اور ہر شخص اس میں مصروف تھا یہ سب امور ملا کر یہی خیال ہوتا تھا کہ صرف چند آدمیوں کے ساتھ یہ تقریب خاموشی سے ادا ہوگی۔ لیکن خواہش ضرور تھی کہ خبر مذاہب کے لوگ آئیں اور ان کو اسی طریق سے پیغام حق پہنچ جائے۔ مخالف حالات کے باوجود نتیجہً بالکل خلاف توقع نکلا اور دو بجے سے ہی ہمارے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی جن میں مختلف حکومتوں کے نمائندے اور سفیر شامل تھے۔ لندن کے بعض اکابر بھی تشریف لائے۔ لندن سے اور باہر سے نو مسلمان شامل ہوئے۔ احمدیہ شامیانوں کے نیچے جرمین بھی تھے اٹالین بھی۔ یوگوسلاوی بھی۔ ہنگرین۔ مصری۔ افریقین اور ہندی سب سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔ بعض معروف لوگوں کے نام یہ ہیں:-

سر الیگزندر ڈریک سابق فنانشل کمشنر پنجاب جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں قادیان تشریف لائے تھے۔

میسٹر آف وائٹ ہاؤس۔ میڈی یارک

مسٹر رین سی سپین (RANISP) آف انڈیا آفیس۔ ڈاکٹر اور پروفیسر لی او (RANISP) سابق عبد اللہ کوٹلم۔ ہزارگیسی لینی برین لیشی (RANISP) SHIہ۔ معہ دیگر سفیر جاپان سیفر برمنی۔ اتھو میا اندر سیرویا کے مندر و یوگوسلاویہ کے مندر۔ اس کے علاوہ ترکی۔ فن لینڈ۔ البانیہ کے سفراء نے بوجہ شدت مصر و نیت مذرت کا اظہار کیا تھا۔ ان کے علاوہ انگلستان کی نینوں پارٹیوں کے لیڈروں نے انھما رہمداری کیا اور بوجہ انتخاب عدم حاضری کا انھوں سے غدر کیا۔ وزیر اعظم کا بھی دعوت کے شکر یہ کا خط موصول ہوا۔ مخالف حالات کے باوجود جمع دو سو سے اوپر ہو گیا۔

حضور اقدس کے لئے تین بجے تشریف لائے اور سب مردوں سے مصافحہ فرمایا۔ پروگرام شروع ہوا تو مولوی عبد الرحیم صاحب درد نے ہماروں کا خیر مقدم کیا اور ۳۰۵ پر احباب کو سنگ بنیاد کی جگہ پر ملنے کے لئے کہا گیا۔ حضور وہاں پہنچے اور خطاب میں کھڑے ہوئے اور حضرت حافظ روشن علی صاحب کو تلاوت کے لئے بلایا جنھوں نے اپنی پُرکشش آواز سے واللہ اذانی بخشی اور سب راسخ و راسخ الا علی تلاوت فرمائی جس کا لوگوں پر عجیب اثر ہوا۔ اس کے بعد حضور نے اپنا ایڈریس انگریزی میں خود پڑھا جس میں حضور نے اسلامی مساجد کی اہمیت بیان فرمائی اور بتایا کہ یہ جگہ ہے جہاں اختلاف ختم ہو جاتے ہیں اور اتحاد پھلتا اور پھولتا ہے۔ یہ گھر اس امتی کی عبادت کے لئے تعمیر کیا جا رہا ہے جس نے ماری دنیا کو پیدا کیا ہے جس میں ہر ملک کے لوگ شامل ہیں۔ خواہ وہ کوئی زبان بولتے ہوں اور کسی بھی رنگ یا نسل کے ہوں۔ اختلاف کا ہونا کوئی بڑی بات نہیں بلکہ جو چیز بڑی ہے وہ عدم برداشت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اختلاف عقیدہ اور اختلاف اصول کو دھتکتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے ساتھ آئیں میں محبت کے ساتھ رہیں اور ہر شخص کا حق ہے کہ جیسے وہ صحیح سمجھتا ہے وہ دوسرے کو اس امر کی طرف بلائے کیونکہ بغیر تبلیغ کے علوم میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ یہ خدا کا گھر اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس میں کسی کا حق نہیں کہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے کسی کو نکال دینے یا کسی سے دور اور خود قرآن مجید نے اس سے منع کیا ہے اور فرمایا

ہے۔ دین اہلک مومن منہج مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا۔۔۔۔۔ (۲: ۱۷۲)۔۔۔۔۔ اور آیت کی یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ مسجد صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے تاکہ محبت الہی قائم ہو اور لوگ حقیقی امن کے حصول کی طرف متوجہ ہوں۔ یہ خطاب لوگوں نے بہت پسند کیا اور اس کا ان پر بہت اثر ہوا۔ ہمارے مسجد کا طول ۱۰۰ فٹ اور عرض ۲۶ فٹ ہے اور گنبد کی بلندی تقریباً ۵۰ فٹ ہے۔ اس پر قریباً چار ہزار پونڈ یعنی ساڑھے ہزار روپیہ لاگت آئی اور کام قریباً دس ماہ میں ۱۹۲۶ء کے موسم گرما کے آخر پر ختم ہوا۔ جب مسجد تیار ہو گئی تو حضور کو اس کے شاندار تقریب افتتاح کا خیال پیدا ہوا۔ اس لئے قرار پایا کہ کسی مشہور آدمی سے اس کے افتتاح کی درخواست کی جائے۔ اس سلسلہ میں شہاء حجاز سے درخواست کی گئی کہ چونکہ وہ مقامات مقدسہ کے ظاہری محافظ بھی ہیں اس لئے اپنے صاحبزادہ شہزادہ فیصل کو مسجد کے افتتاح کے لئے بھیجا جائے تو موقع کے مناسب و موزوں ہو گا اور شہاء نے یہ دعوت قبول کر لی اور اطلاع دی کہ شہزادہ فیصل ستمبر میں جلد سے روانہ ہو گا۔ امام صاحب نے شہزادہ کا مندرگاہ پر جا کر مرتبہ خیر مقدم کیا اور اس کے بعد لندن تک ساتھ آئے۔ اور انتظام کیا تھا کہ لندن میں ان کا شاندار استقبال ہو اس لئے لندن کے پارکٹن سٹیشن پر سینکڑوں مسلمانوں نے تیرجوش خیر مقدم کیا ہاں پہنائے اور کھیلوں کی بارش کی۔ مسجد کے افتتاح کی تاریخ عقرر ہو گئی۔ اگلی تقابیل طویل ہیں اس لئے انھیں ترک کرتے ہوئے مختصراً اتنا عرض کرنا بھی مناسب ہو گا کہ عین افتتاح والے دن شہزادہ فیصل کی طرف سے معذرت کی اطلاع آگئی کہ وہ افتتاح نہیں کر سکیں گے۔ اسی واقعہ سے چند روز قبل خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب مطابق وزیر پنجاب اور ممبران دین و لیکچر آف نیشنل لندن تشریف لائے تھے اور انھوں نے بھی شہزادہ فیصل کو افتتاح کے لئے تیار کرنے میں بہت

کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی اس لئے اس افتتاح کا سہرا خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب کے سر بندھا اور افتتاح کی رسم نہایت شان و شوکت سے منائی گئی۔ مسجد کے اندر اور باہر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ سڑکوں کی ٹریفک رک گئی تھی۔ مسجد کے احاطہ کے اندر کھڑے ہونے کی جگہ نہ تھی اور امام صاحب نے تلاوت قرآن کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام سنایا گیا جو ایک ہزار الفاظ کے قریب تھا اور بذریعہ تار موصول ہوا تھا اس کے بعد امام صاحب نے مسجد کی چاندی کی چابی خان بہادر صاحب کو مسجد کو ملنے کے لئے دی اور خان بہادر صاحب نے مسجد کا دروازہ کھول کر افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد دوبارہ شامیوں میں آئے اور امام صاحب نے خطبہ استقبالیہ پڑھا اور خان بہادر صاحب نے اپنا ایڈریس انگریزی میں پڑھا جو عین موقع کے مطابق تھا۔ خان بہادر صاحب کی تقریر کے بعد مہاراجہ صاحب نے تقریر فرمائی ان کے بعد سر عباس علی بیگ صاحب نے تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مسجد سے اذان کی صدا بلند ہوئی اور قسرباً ۱۰۰ احباب نے نماز عصر ادا کی جن میں خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب اور سر عباس علی بیگ صاحب بھی شریک ہوئے۔

افتتاح کی تقریب میں شریک ہونے والوں میں غیر ملکی سفراء۔ ممبران پارلیمنٹ اور ممبران ہاؤس آف لارڈز نیز بعض معززین جن میں سابق گورنر پنجاب نیوی اور آرمی کے اعلیٰ افسران۔ لندن کے بعض علاقوں کے میئر شامل ہوئے۔ اس مبارک تقریب پر چار انگریزوں نے اسلام قبول کیا اور یہ تقریب خیر و خوبی ختم ہوئی۔ اس کی تعمیر اور افتتاح کے چالیس برس بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو دلچسپ بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ ۱۹۲۶ء میں اس وقت کے امام مسجد لندن جناب بشیر احمد صاحب رفیق نے مرکز میں تجویز بھجوائی کہ مسجد کے ساتھ دو مکان جو کافی پرانے ہو چکے تھے اگر خوبصورت اور کشادہ بنائے جائیں تو اس تعمیر کیا جائے جس کی مرکز نے منظور کر دے دی۔ امام صاحب نے متعدد مالی کمپنیوں سے رابطہ

قائم کر کے ایک تعمیری ادارہ سے شرائط طے کیں اور رقم کے بارے میں یہ طے ہوا کہ آئندہ ۲۵ سال میں یہ رقم واپس کی جائے گی۔ نقشہ جات تیار ہو کر جب منظوری ہو گئی اور معاہدہ پر دستخط کا وقت آیا تو تعمیراتی کمپنی نے مالک بغیر کسی وجہ بیان کے رقم مہیا کرنے سے انکار کر دیا جس سے امام صاحب کو سخت پریشانی لاحق ہوئی کہ مرکز کا اور مسجد کمیٹی کا بلا وجہ ایک مالی ضائع ہوا۔ اگلے دن حضرت جوہری محمد ظفر اللہ خان صاحب لندن تشریف لائے اور کرم امام صاحب کے ہاں ہمان ہوئے تو ان سے بھی اس پریشانی کا ذکر ہوا۔ جوہری صاحب نے سنا اور خاموشی رہے۔ اور بات ختم ہو گئی۔ اگلے ہفتہ جب جوہری صاحب دوبارہ لندن آئے تو فرمایا کہ اگر انہی شرائط پر میں تعمیر نہیں ہاؤس کے لئے رقم فراہم کر دوں جن شرائط پر تعمیراتی کمپنی فراہم کر رہی تھی تو کیا مرکز کو منظور ہو گا تو امام صاحب نے کہا کہ مرکز کو اور کیا چاہیے۔ اس پر مرکز کو مل گیا تو حضور نے بذریعہ تار منظوری عطا فرمائی کہ اگر جوہری صاحب تمہارے انتظام کریں تو مرکز یہ رقم ۲۵ سال میں واپس کرے گا۔ اس وقت تعمیر کا ایک لاکھ پونڈ لگایا گیا اور کام شروع ہو گیا۔ جب تعمیر مکمل ہو گئی تو مشن ہاؤس میں برائے فروخت پر اور زمین و آرائش کا مرحلہ پیش آیا۔ امام صاحب جوہری صاحب کے اس مسئلہ میں ۵۰ روپیہ درخواست کی تو جوہری صاحب نے یہ خرچ بھی ہتیا فرمایا۔ جب حضرت جوہری صاحب کی خدمت میں معاملہ کا ڈرافٹ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اس کا مطالعہ کریں گے اور اگلے ہفتہ دستخط کی باقاعدہ کارروائی ہوگی۔ اگلے ہفتہ جب جوہری صاحب ہالینڈ سے لندن تشریف لائے تو فرمایا کہ انھوں نے معاملہ کا مطالعہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ دستخط کرنے کو تیار ہیں۔ اگلے دن مجلس سالانہ کا اجلاس بلایا گیا۔ لیکن اگلے دن صبح سویرے ہی حضرت جوہری صاحب نے فرمایا کہ میں نے رات بھر اس بات پر غور کیا اور اپنے لیے رہا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب کے فضل اور احسان سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا تو یہ میری دولت ہے۔ جب اس مسئلہ سے دولت دینے وقت کوئی شرائط عائد (باقی علاحدہ فراموش نہ ہو)

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف مظالم کا فوری خاتمہ ہونا چاہیے

جماعت احمدیہ کے عقیدے پر مشتمل مختلف شکوک و شبہات کے نمائندوں کی حکومت پاکستان کو انتہاء

جماعت احمدیہ کی سہ روزہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے برطانوی ممبر پارلیمنٹ ٹام کاکس نے کہا کہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں پر جو ایک غرض سے مظالم کئے جا رہے ہیں اور طرح طرح سے ان پر عرصہ عرصات تک کیا جا رہا ہے اور انہیں اپنے عقائد کے پرچار تک کی اجازت نہیں ان انسانی حقوق کی پامالی کے واقعات سے ہم بخوبی واقف ہیں اور ان کے تدارک کی ہم میں جماعت احمدیہ کے شانہ بشانہ شریک ہیں مسٹر گریو (MR GRIFFITHS) ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ پاکستان حکومت کو جان لینا چاہیے کہ غلام دستم سے افراد کو تو ختم کیا جاسکتا ہے مگر ایمان کو نیست و نابود نہیں کیا جاسکتا۔

مسٹر PIERCE CHARTIER رکن وفد کینیڈا نے وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کے اس بیان کو جس میں انہوں نے ۱۹۷۹ء کے دستور میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کو اپنے والد کا بہت برا کارنامہ قرار دیا ہے کی سخت مذمت کی۔ انہوں نے موجودہ حکومت پاکستان پر کڑی تنقید کرتے ہوئے بتایا کہ حکومت پاکستان نے احمدیہ جماعت پر مظالم کے سلسلہ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے اور اپریل میں نیکیانہ اور جہالتی میں ایک سکندر میں احمدیوں کے مکانات کو جلانے کے انسائیت سوز واقعات رونما ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسی حکومت کے دوران یہ پابندی لگائی گئی کہ احمدی نئے کپڑے نہ پہنیں بچوں میں شگافی تقسیم نہ کریں۔ انہوں نے اپنے اس بیختم عزم کا اظہار کیا کہ وہ احمدی مظلومین کی مدد کرتے رہیں گے۔

غنا ب سارگیو مارکی (SARGIOW) (MR HERRIS) ممبر پارلیمنٹ کینیڈا نے اپنے خطاب میں ان مظلومین کو جن کے گھروں کو جلا یا گیا اور جن پر جیلوں میں تشدد کیا گیا جن طالب علموں کو امتحان کی وجہ سے سکولوں سے نکالا گیا مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم آپ کو کہہ رہے ہیں ہم آپ کو تحفہ نہیں دے سکتے ہیں اور آپ کے دیکھیں ہر امر کے شریک ہیں ہر

انہوں نے دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وقت آ گیا ہے کہ ہم خواب غفلت سے جاگیں اور متحد ہو کر ان انسانی سوز مظالم کے خلاف آواز بلند کریں انہوں نے براہ راست حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر پاکستان خود کو خوب محالک میں شمار کرنا چاہتا ہے تو اسے ملک میں آزادی مذہب کے اصول کو قائم کرنا ہوگا۔ انہوں نے وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم مستقبل کے لیڈروں میں شامل ہونا چاہتی ہو تو لازماً تمہیں ملک میں انسائیت کو رائج کرنا ہوگا۔

کینیڈین وفد کے میسرے رکن مسٹر TIM KARYE GIANIS ایم پی کینیڈا نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ بلدیہی دولت مشترکہ تیسری کانفرنس ایک رکن ہے کا اجلاس ہونے والا ہے انہوں نے دولت مشترکہ کے تمام محالک سے ایس کی کہ اس ظلم کے تدارک کے لئے فوری بندوبست کریں انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جو ظلم وہ اپنے شہریوں پر روا رکھتے ہوئے ہیں اسے کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

پیر فیسر صاحب (MAMQ) وزیر اطلاعات و نشریات سیرالیون نے اس موقع پر امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں حکومت سیرالیون کی طرف سے جاری کردہ یاد دہانی پیش کی جو حکومت سیرالیون نے جماعت احمدیہ کے ہندوستان جشن اشکر کے موقع پر جاری کی تھیں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ باوجود پاکستان میں مظالم کے جماعت احمدیہ کا قدم ترقی کی طرف رواں ہے۔

جناب HERRIS ایم پی سیرالیون نے فرمایا کہ سیرالیون کے قیام کے رہنما میں اپنی زبان میں ایک گیت پیش کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ کے افراد میر پاکستان میں مظالم کا تذکرہ سن کر ہماری دل بہت ٹھنکے

ہیں اور یہ گیت انہی جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ جناب پیر سیرالیون وزیر تعلیم مارشش نے حکومت مارشش کی طرف سے نیک جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ آج دنیا میں جماعت احمدیہ ایک عظیم اسلامی تحریک بن کر ابھری ہے انہوں نے کہا کہ ہم پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کی مذمت کرتے ہیں اور انسانی حقوق کی بحالی کے لئے آواز بلند کرتے ہیں۔ انہوں نے مارشش کی حکومت کی طرف سے ایک تحفہ امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں پیش کیا۔

الحاج کروما (KAROMA) ڈائریکٹر براڈ کاسٹنگ لائبریر نے اپنے مختصر خطاب میں پاکستان کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مذہب ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے

اس کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا نہ ہی کسی کے سر پر کو قبضہ کیا جاسکتا ہے جناب عمر جانو (JAHANU) وزیر زراعت و قدرتی وسائل گیمبیا نے بتایا کہ مذہب کی تاریخ اس ذکر سے بھری پڑی ہے کہ خدا کی راہ میں ہندوں کو معائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے آپ کے امام جماعت کا پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان آ جانا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو ہر رقی ہے انہوں نے کہا کہ حکومت گیمبیا پاکستان میں ہونے والے مظالم کی سخت مذمت کرتی ہے انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ پاکستان میں عیسائیوں پر دیوں اور بدھوں کو تو برداشت کیا جاتا ہے مگر ایک مسلمان فرقہ کو برداشت نہیں کیا جاتا۔

جناب DEHANVELTANH ممبر محکمت گھانانے اس بات پر انتہائی تعجب کا اظہار کیا کہ احمدیت جہاں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی وہیں اس پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ اجلاس سے ۹ محالک کے ۱۸ نمائندوں نے خطاب کیا۔

آپ کے خطوط

محترم مولانا محمد قمر صاحب انجوائ احمدیہ مسلم مشن مدراس تحریر فرماتے ہیں: خدا کے فضل و کرم سے آج کل بدلتی بہت ہی مفید ہوتا جا رہا ہے۔ آپ کے میڈیوں کے بارے میں احباب نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے میں اس سے صد فی صد متفق ہوں۔ آپ کے مضامین میں ایک جوت ہے۔ ایک روحانی و دینی چاشنی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح آپ کا طرز استدلال بہت ہی مفید ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو طبعی عمر عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ کامیاب علمی جہاد جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا جائے آمین۔

مکرم عبد الرحیم صاحب (یادی پورہ) کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ آپ کا جانشین و وارث ہو آمین۔ اگرچہ یہ خط صرف اس لئے لکھا رہا ہوں کہ مکرم غلام نبی صاحب ناظر کے درجوں کے نکاح حلال ہی میں پڑھ گئے ہیں۔ اور ان کا اعلان بڑے میں بخیر و دعا چھپوانا مقصود ہے۔ مگر پھر بھی اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں کہ آپ کے میڈیوں نے بدو کی قدر و منزلت اور محبت لوگوں کے دلوں میں کافی حد تک بڑھائی ہے۔ اور خصوصاً شیروں کو اپنی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کرتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ ذریعہ عطا کرے۔ آمین۔

مکرم ڈاکٹر ہر ہند سنگھ صاحب پوسٹ ماسٹر پیر شاہ دیر (شاہ پور) سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

”بدزدن بدن بہت دلچسپ اور احمدیت کے متعلق اہم معلوماتی پرچہ ثابت ہو رہا ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ بدزدن دینی و دنیوی اعتبار سے ہم پر احسان کر رہا ہے اور احمدیت کے مخالفین کا رویہ تریش کہہ کے اس رویہ سے مخالفین کو کھتا ہے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ انہوں نے روا رکھا تھا۔ آج تمام دنیا میں اصل اسلام کی روشنی جماعت احمدیہ ہی پھیلا رہی ہے۔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف پابندی لگا کر حکومت اور علماء اسلام

مہمان کی شرفناک راہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔
 "بدر" کے ذریعہ سے اعلان کرتا ہوں کہ میں سب کو بولتے ہوئے ہوں اور جو باعث فخر راہ نجات ہے۔ میرا یہ پیغام علیہ السلام پر احباب تک پہنچا دیا جائے۔
 احباب کرام! آپ نے "بدر" کی تخلیقات کو پسند فرمایا آپ کا شکریہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ "بدر" میں آپ کو کوئی خوبی دکھائی دیتی ہے تو وہ محض اذکار کے واسطے اور حضور پیر نور کی دعا کا نتیجہ ہے۔ در نہ ناچیز تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شکر کا سبب سے زیادہ خود کو معذرت سمجھتا اور اُسے باعث فخر یقین کرتا ہے کہ
 کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
 ہوں بشر کی جائے لغت اور انسانوں کی عار
 (ایڈیٹر)

تقریب نکاح و خصالہ

مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو عزیزہ طیبہ صدیقہ بنت محترم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب حیدر آباد کے نکاح کا اعلان کرم ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب ایم بی بی ایس ابن محترم سیٹھ محمد عبداللطیف صاحب مرحوم یادگیر کے ہمراہ بارہ ہزار ایک سو ایک روپیہ حق مہر کے عوض محترم مولوی حمید الدین صاحب قسطنطنیہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد نے کیا۔ یہ تقریب دو نفیس منزل "طیبہ انعام ہائی۔ حیدر آباد کے افراد جماعت کے علاوہ سینکڑوں غیر از جماعت، تیار اور معززین نے شرکت فرمائی۔ عزیزہ طیبہ صدیقہ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کی پوتی ہیں۔ اور ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب محترم سیٹھ محمد اسلمیہ صاحب صدر جماعت احمدیہ چنیٹہ کھٹہ کے نواسے ہیں۔ نکاح کے بعد رخصتہ کی تقریب علی میں آئی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو برائیدین کے لئے باعث برکت و رحمت کرے۔ آمین

بچی کی والدہ محترمہ اعظم النساء صاحبہ صدر مجلس لجنہ اہل اللہ آندھرا پردیش نے اس مبارک موقع پر ۶۰ روپے امانت بدلہ میں ادا کرتے ہوئے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا کی ہے۔
 حیدر آباد دکن کا یہ بہت پیرانا احمدی خاندان ہے جو نظام خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ عقیدت رکھنے والا شخص اور خیر خاندان ہے۔ اور ہمیشہ سلسلہ کی مالی خدمات میں پیش پیش رہا ہے۔ عزیزم محترم ڈاکٹر عبدالرزاق سلمہ کے دادا جو محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب مرحوم اور پردادا حضرت شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ یادگیر کے تھے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لفظ سے مقرب فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اور ان کے پورے خاندان کو فی الواقع سیٹھ بنا دیا تھا۔ اسی طرح محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب اور محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب کے دادا محترم سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ چنیٹہ کھٹہ بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے والہانہ عقیدت رکھنے والے مالی قربانیوں میں ایک عجیب رنگ رکھتے تھے۔

ہر گھل را رنگ و بوسے دیگر است
 ابھر حال یہ دونوں خاندان جو در حقیقت ایک ہی خاندان ہے اور شروع سے ہی سلسلہ کی بدولت اور والہانہ خدمت کرنے والا خاندان ہے۔ اس کا حق ہے اس مبارک موقع اور اس مبارک سال میں کہ ہم ان صاحب کی اور ان کی اولادوں اور نسوں کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان مدد پر پہلے سے بہت بڑھ کر اپنے فضلوں اور محنتوں کی بارشیں نازل فرمائے اور اس رشتہ کو مٹھ بھرات حسن بنائے آمین۔
 (ایڈیٹر)

بقیہ صفحہ ۲۰

نہیں کہیں تو پھر تم اس دولت ہی سے کچھ حصہ خدا کو واپس کر سکتے وقت شرائط عامہ کے لئے میں کسی حد تک حق بجانب ہوں۔ خدا کا شکر یوں ادا کرو کہ لاشائیت کے ساتھ یہ ساری رقم جو تم نے خرچ کی ہے اپنے خدا کے حضور پیش کر دو۔ میں نے معاہدہ بھارت دیا ہے۔ شش ماہوں جماعت کو مبارک ہو صرف ایک شرط ہے کہ میری زندگی میں اس بات کو مستحکم نہ کیا جائے کہ یہ میری رقم میں سے فراہم کی تھی۔ یہ رقم میری طرف سے تحفہ کے طور پر قبول کی جائے۔ خدا نے مسیح پاک کو کبھی کیسی سعید اور مبارک روحیں عطا کیں جنہوں نے لاکھوں نہیں کروڑوں کمائے لیکن اپنی ذات کے لئے چند

دو چھ روپے کر سادہ ای خدا کی خدمت پر اور خدا کے دین کے لئے خرچ کر دیتے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے بدلوں کو بیزار ہو کر ترک کیا اور نیکیوں کو بشتاشت کے ساتھ اور خوشیوں کے ساتھ ادا کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جو آخرت میں بھی خدا کی رحمتوں کے ساتھ ساتھ تھے اور انہی بے مثل نیکیوں کی وجہ سے ان کے گھر جنت میں تعمیر ہو گئے۔
 ہمارا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو جسے حساب اور عطا فرمائے جو اس دنیا میں اس گھر کی تعمیر کے لئے قربانی کرتا ہے۔ اور اس کے لئے اپنے مال میں سے کچھ حصہ پیش کر کے اپنے مولا کی خوشنودی حاصل کرتا ہے اور جنت میں اپنا گھر بنا لیتا ہے۔
 (لشکر یہ احمدیہ گزٹ کیفٹڈ)

ہمراہ احمدیہ ہندوستانی کی پیمانی مشترکہ ملاقات

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے ایک سو سال کے عرصہ میں جو اسلام کی خدمت کی ہے اس میں خدمت قرآن کا پہلو نمایاں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ السلام نے دو سال قبل ارشاد فرمایا تھا کہ جماعت دنیا کی مختلف ایک سو زبانی میں قرآن کریم کا ترجمہ پیش کرے گی اور مکمل نہ بھی ہوا تو اس کا نمونہ ضرور پیش کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت ہندوستانی تمام زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کروائے جا رہے ہیں اور بعض زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ منتخب آیات اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کا ترجمہ ہندوستانی تیرہ زبانوں میں شائع کیا گیا ہے۔ آخر لکھنؤ۔
 علیہ السلام بڑی مہربانی سے اس مبارک موقع پر یہ بھی پرکھ کر سامنے آیا کہ ہندوستان میں آیا ہوا ہندوستانی زبانوں کے تراجم ہندوستانی باقی کثیر صاحب کی خدمت میں پیش کرے۔ چنانچہ خاکسار نے اس کی منظوری و حضور انور ایدہ اللہ سے واسطی کی اور حضور انور نے محترم امیر جماعت یو۔ کے کو پروگرام مرتب کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ کرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یو۔ کے نے دینی مالی کثیر صاحب سے معاملات کا وقت لیا۔ اور ہمارا وفد جو تین ہندوستانی نمائندوں میں کرم سیوہ فضل احمد صاحب و شیاموڈ آئی جی بہادر کرم سید تنویر احمد صاحب ناظر نشر و اشاعت اور خاکسار نے نیز دو مقامی افراد محترم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یو۔ کے اور کرم خلیفہ فلاح الدین صاحب پر مشتمل تھا مورخہ ۸۹-۹-۵ کو دہلی ہائی کمشنر جناب سلمان حیدر صاحب سے ملا اور آپ کی خدمت میں ہندوستانی تیرہ زبانوں کے منتخب آیات احادیث اور اقتباسات کے تراجم پیش کئے اس کے علاوہ اٹریہ زبان اور انگریزی زبان میں مکمل قرآن کریم کا ترجمہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ جو بی جی کثیر کا تحفہ بھی پیش کیا جس کو محترم موصوف نے بڑی خوشی سے قبول فرمایا۔ اور پچاس منٹ تک جماعت کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

درخواست وصال
 اس نمایاں کامیابی کے لئے درخواست کرتے ہیں

ہر دم تری ثناء کے ترانے پڑھیں گے ہم

شعلوں میں وہ جلائیں یا مسوا گھر کریں
دشمن کے اس ستم سے نہ ہرگز ڈریں گے ہم
ہرگز کہیں نہ غیر کے در پر جھکے گا سر
ذات کریم پر ہی توکی کریں گے ہم
خواہش ہے دشمنوں کی ہمیں دین شکست ناک
نتیجہ و ظہور ہماری ہے ڈٹ کر اڑیں گے ہم
مشرق کا واقعہ ہو یا مغرب کی کوئی بات
اللہ کے معنوں میں وہ یا کریں گے ہم
جالتا رہے گا رادہ حسد میں غدو دیں
اللہ کے کرم سے ترقی کریں گے ہم
ہم شیریں خدا کے نہیں ہم کو کوئی ڈر
جتنا ہمیں دباؤ لگے اتنا بڑھیں گے ہم
مولا کرم سے پھر دے دُنیا کے دل ادھر
ہر دم تری ثناء کے ترانے پڑھیں گے ہم
تاہت قدم رہیں گے سدا بتلاؤں میں
انجام کار راہ خدا میں کریں گے ہم
نادر ہے کار ساز ہے مولا میرا خلیفہ
جاں، جانِ آفریں پر بھروسہ کریں گے ہم (راک سٹاؤ اللہ)

عشق کی جیت ہونے والی ہے

موت ہے نہ حیات ہے یاد
باتھیں جس کے ہاتھ ہے یاد
جاری ہے جو شہر جاناں کو
آج بھی دشت سے مسافر پر
مجن لیا اُس نے ہم فقیروں کو
بھرو دیں دل میں اور وہی راہیں
آج کا دن ہے وصلِ یار کا دن
چھٹنے والے ہیں ظلم کے بادل
ہر قدم احتیاط سے رکھنا
کس لئے موت سے ڈراتے ہو
اپنے سرگنائے سب خلاف ہی
عشق کی جیت ہونے والی ہے
عقل کی زلیلت کا پتہ دیگی
آؤ مضطر کا ذکر خیر کریں

ایک مولیٰ کی ذات ہے یا نہ
وہ بڑا خوش خلفات ہے یا نہ
یہی راہ نجات ہے یا نہ
بند ہنر ذات ہے یا نہ
اپنی اپنی سرائے کے یاد
"پھر وہی التفات ہے یاد"
آج کی رات رات ہے یاد
ایک دہ دن کی بات ہے یاد
ہر قدم پہل سراط ہے یاد
موت بھی اوجہات ہے یاد
یار تو اپنے ساتھ ہے یاد
عقل کی بازی ہات ہے یاد
یہ تو خودیے شہادت ہے یاد
کے لئے ہو جو حیات ہے یاد

(جو مولیٰ کی جیت ہے)

باہوش باشِ خوف خدا کا مقام

کیا پُر شکوہ دیکھو سماوی نظام ہے
نگران اس پر رات بھر بدر تمام ہے
جو چاند کو بھی دیکھو توجہ سے ایک ماہ
گھٹنا سپرد اور بڑھنا سپرد جو خرم ہے
پہلے ہلال، پھر قمر، اور پھر ہے ہلال تمام
وقت طلوع صبح، اور گاہ شام ہے
روحانیت کا آسمان کتنا حسین ہے
رقص نجوم کو دیاں حاصل دوام ہے
ہر دم سلام پہنچے سراجِ منیر کو
جو ازلین اوز آفتاب کا امام ہے
پھر جو ہلال ہے اور کچھ ہیں حبیب قمر
بدر تمام اپنا امام تمام ہے
اُس پر خدا کی رحمتیں اور اُس کی آل پر
اور پھر رسولِ پاک کا دائم سلام ہے
فصلِ خدا سے آگے جب چودھویں صدی
ظاہر ہوا امام جوڑی، احشام ہے
سورج نے اور چاند نے کہنا کے کہہ دیا
باہوش باشِ خوفِ خدا کا مقام ہے
مہدی پہلے اور مسیح پہلے لکھی ہے دین کا
آگاہ ہو کہ رطلِ خیر الایمان ہے
اُس کی مدد کو آؤ جہاد کبیر میں
جس سے خدا ہو راضی یہی تو وہ کام ہے
حضرت نے خود ہی اسکو نبی کا لقب دیا
کتنا مقام اُس کا یہ ذی احترام ہے
آؤ پیو کہ ساقی کوثر کا ہے عسلا م
عمرانِ ایزدی سے ہمرا اُس کا جام ہے
اللہ کا جری ہے وہ اُمتِ کلِ پارسیان
شہزادہ صلیح کا وہ رسول السلام ہے
کیا خوش نصیب لوگ ہیں جنہیں آگیا نظر
کس شان سے وہ بدر تمام زیب بام ہے
جس نے بھی اُس کو پایا صحابہؓ سے مل گیا
یہی آخرین منہجِ شریفِ روشنِ پیام ہے
منہاج پر نبوت کی باشان و باشکوہ
تائم کیا خلافت کا محکم نظام ہے
محتاج دعا کار
محمد الیم را مقرر



بقیہ صفحہ ۲۶ کے چھٹی دی نام ہیں)۔ (۵) مسلمانوں کا سال لباس پہننے اور مسلمانوں کی سی دائرہ رکھنے پر!۔ (۶) مذکورہ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھنے، کھانا کھانا یا مصلیٰ رکھنے پر!۔ (۷) قرآن پاک کا پڑھنا اور کتاب اللہ کو گھر میں رکھنا ممنوع ہوگا بلکہ قرآن پاک کے نسخے کی برآمدگی کی صورت میں منشیات اور ناجائز اسلحہ سے زیادہ سزا کا مستحق ہوگا زمین سے اگلے دن ایک ۹۰ سالہ احمدی خاتون کو حفظ کرتے دیکھا ہے جب پوچھی تو کہنے لگیں محبوبِ موعود کی یہ خزانہ میرے گھر سے اُٹھا کر لے جائیں گے تو ملاوت کیسے کر رہی؟ اور یہ کہتے ہوئے اُس کی انگلیوں سے آنسوؤں کے موتی جھڑ رہے تھے)۔ (۸) ان پر مسلمانوں کی طرح ذبیحہ اور حلال گوشت کھانے پر پابندی لگ سکتی ہے اور کافر کی تصدیق و توثیق کے لئے ان کو حرام

گوشت کھانے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

یہ دائرہ پھیلتا ہی جا رہا ہے مگر کیا آپ اسے مذاق سمجھ رہے ہیں جب یہ دن میں سے بیخبر پڑھی کہ کلمہ پڑھنے پر یا کلمہ کے بیج لگانے پر جہنم کے جواں کو قتل کر دیا گیا ہے تو میں نے بھی مذاق ہی سمجھا تھا کہ رب العالمین اور رحمتہ العالمین کا نام لینے پر پابندی کیسے لگ سکتی ہے؟ بس اُس ایم آر کیا ہی مرحوم نے فسر پایا تھا کہ بعض انسانی حقوق اتنے بنیادی ہوتے ہیں کہ ان پر یا بندی لگانا جائز ہے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر اب وہ زمانہ بھی میرٹ گیا اب شاہیہ مجھے کو جتنا ہی کہتا ہے مجھے کیا پڑی ہے زائد میری طرف سے ۴۰ نہ حرم تری وراثت نہ خواہرا اور عار و راسخام یا ملازم صفا کا انہی

آنحضرت پر دلشیں میں دو علماء نے احمدیت کو قبول کر لیا الحمد للہ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ آنحضرت پر دلشیں میں احمدیت کا پیغام بطریق اتین پہنچا۔ ان کی توفیق میں رہی ہے اور غیر قبول بھی اسلام و احمدیت کو قبول کرنے کے لئے اپنے گھروں کے دروازے دھکے دے چکے ہیں۔ ان میں ایک عالم جو حافظہ قرآن اور مولوی عالم و فاضل بھی ہیں نیز انجمن سعودیہ میں دو سال تک مدرس سے فرائض انجام دے چکے ہیں نے احمدیت کو قبول کر لیا نیز ایسٹ گوداوری سے علاقہ میں ۱۲ گاؤں کی مشترکہ جامع مسجد کے خطیب نے بھی احمدیت کو قبول کر لیا۔ نیز مکرّم مقام پر جب جلسہ سیرت ابنی خیر از جماعت نے منعقد کیا تو اس موقع پر جو دو بائبل لکھائے تھے انہیں اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو شعر چسپاں کئے تھے۔

جمال و حسن قرآن نور جان بہر مسلمان ہے۔
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔
نام اس کا ہے محمد لبر میرا بھی ہے۔
اس علاقہ ایسٹ گوداوری میں متعدد غیر از جماعت اور غیر مہملوں نے اسلام کو قبول کیا ہے۔ مکرّم مولوی محمد یوسف صاحب مکتبہ پیٹھ تنصوہی نور بہ اس علاقہ میں آنٹریری کام کر رہے ہیں۔ آنحضرت پر دلشیں میں احمدیت کی لہر کا اس ایک واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ گزشتہ دو دنوں خاگر اور مکرّم مولوی خورشید احمد صاحب نور ناظم وقف جدیدہ جب تبلیغی و تربیتی دور کیا تو ضلع تانگنڈہ کے مقام تا حرکت پاڑ میں جو نو مہلکین کی جماعت تھی وہاں انھوں نے دینی معلومات کا جائزہ لے لیا ہے۔

تو ایک غیر مسلم مسلم "بھیا" جو نا بیٹا ہیں اور بوقت سیرت کا مہر بہ نوجوان بھی قریب بمبؤ کر تھے یہ پتے ہیں سے خواہش کی کہ میں بھی آذان دینا چاہتا ہوں اور بڑے شوق سے آذان کے کلمات دہرائے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ایک ہفتہ میں پانچ مرتبہ جمعیت ہوئی ہیں اصحاب جماعت سے دعا کی جائزہ و گزارشات سے اللہ تعالیٰ کو مبالغین کو استقامت عطا کرے (آمین)

محمد الدین نقشبندی مبلغ انجمن راج آنحضرت پر دلشیں

وقف جدیدہ کا مالی سال قریب اختتام ہے

استبصار اپنے وعدہ جات کی مدد فیصلہ دینے کی طرف توجہ فرمادیں

جیسا کہ اسباب کو علم ہے کہ وقف جدیدہ کا مالی سال ۳۱ دسمبر ۸۹ء کو ختم ہو رہا ہے اور یہ سال مدراء انجمن لشکر کے بھی اختتام کا سال ہے لہذا آپ تمام اصحاب دروزن (بچوں) سے درخواست ہے کہ اپنے اپنے وعدہ جات وقف جدیدہ کا جائزہ لے لیں کہ کیا آپ اپنے وعدہ جات کے مطابق ادائیگی فرما چکے ہیں۔ اگر کوئی کی نہ ہو تو اسے جلد پورا کر کے ایفاء غیر کی موصافہ شان کا ثبوت دیں تاکہ سونے صد ادائیگی کرنے والے احباب کے اسماء گرامی بغرض دعا آتے آتے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کیے جاسکیں۔ جملہ عہدیداران و اہل مال اور صدر صاحبان و افراد کرام بھی اس طرف خصوصی توجہ دے کر مہلک فراموشی کر آپ کی جماعت کا کھڑے ہونے چاہئے۔ وقف جدیدہ کا بقایا دار نہ رہ جائے یہ وقت اپنے گھروں کو ہر گزوں سے بھر لینے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ سیرت حضرت المسیح الخیر علیہ السلام کا عہدہ وقف جدیدہ کی ادائیگی کی ذمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں جو کچھ خدا تعالیٰ نے یہ تحریر کیا ہے اسے لے کر اپنے مکان پہنچے پڑیں کہیں پڑیں اسے پورا کر لیں پورا کر لیں اگر جماعت کا ایک فرد بھی مقرر ہو تو نہ دے تو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو اللہ کریم کا جزا دے گا جو اسے پورا کر لیں" (پیغام سیرت حضرت المسیح الخیر علیہ السلام ص ۱۹۵)

اذکر موتا کد بالخیبر (الحديث)

محترمہ سیدہ زینب بیگم صاحبہ بیوہ ڈاکٹر سید منصور صاحبہ اہل محال

مرحومہ کے اکلوتے بیٹے مکرّم سیدہ دواد احمد صاحب منظر پور سے تحریر فرماتے ہیں۔

میری پیری والدہ محترمہ سیدہ زینب بیگم صاحبہ ۳۰ دسمبر ۱۹۸۹ء شب ۸ بجے مولا حقیقی سے بائیں انتقال فرمائی۔ والدہ الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت مولوی و وزارت حسین صاحب رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی اور حضرت مولوی سید ارادت حسین رضی اللہ عنہ کی اکلوتی بیوی تھیں۔ دو گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عہدہ کی بیٹی اور درگاہ محالہ کی بیوی تھیں۔ دونوں طرف کا ذمہ داریوں کو مرحومہ نے بہت ہی احسن رنگ میں ادا کیا۔ بہت ہی مخلص، پھر دور، اور محبت کرنے والی خاتون تھیں۔ شہر میں مشہور تھا اور سچے کہتے ہیں جگہ عزیزوں کا دربار لگتا ہے۔ ان میں ایک ڈاکٹر۔ منصور صاحب کی حویلی بھی ہے۔ اس خدمت کی روح رواں میری پیری والدہ تھیں عزیز، اور بے شمار عورتوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ والدہ محترمہ سب کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ بھوکے کو کھانا کھلا کر رخصت کیا کرتی تھیں۔ یا رقم دے دیا کرتی تھیں۔ عزرائیل ان کو یاد کر کے حقیقت کے آئینہ پر پہنچے ہیں۔

سیدہ عالیہ احمدیہ کے کارکنان سے بے پناہ محبت تھی۔ اپنے کاپیتے ہوئے ہاتھوں سے اہل بیت چائے اور ناشتہ تیار کر کے پیش کیا کرتی تھیں اور اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا کرتی تھیں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح سے بے پناہ محبت رکھتی تھیں۔ سچ گانہ غاروں کی ادائیگی کے علاوہ ہجرت نزار بھی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کو قبولیت دعا کا مقام عطا فرمایا تھا جب حج بیت اللہ کے لئے خانہ کعبہ پہنچیں تو دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے پورا عطا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے جلد حیاں بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پورے عطا فرمائے۔ حالانکہ ایک عرصہ شادی پر گزر چکا تھا اور ان کے بیٹے داؤد سلمہ اولاد سے محروم تھے ناظرین ان دونوں بیوتوں سے بہت محبت کرتی تھیں دونوں کو خدا کی قدرت کا نشان کہا کرتی تھیں۔ ان کی تعلیم و تربیت اور دلشیں مستقبل کے لئے بہت دعا مانگی کرتیں اور نگر مہر دیا کرتی تھیں۔ مرحومہ میں بے شمار خوبیوں مرکوز تھیں۔

وفات کے وقت مرحومہ کی عمر ۷۷ سال ۵ ماہ تھی ایک بیٹا اور دو بیٹیوں کو سو گوار چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ پوری اولاد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے صاحب اولاد ہے۔

بڑا بیٹا والا بیٹا سب سے پیارا اس بیٹے دل تو جان فدا کر

مرحومہ کا قبر فوراً ہی تدفین ہو گیا۔ ۳۱ دسمبر بروز جمعہ بعد نماز عصر نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں کثیر تعداد میں درویشان کرام اور دیگر اہل ایمان۔ قادیان نے شرکت کی۔ مرحومہ موصیہ نقشبندیہ مشہور قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

نوٹ: ان ایڈیٹر۔ راقم الحروف بطور انجارج مبلغ سا اہل سال تک بہار میں حقہ رہا ہے چند سال منظر پور میں بھی مع اہل عیالی مقام تعالیٰ سیدہ مرحومہ میں بہت سی خوبیاں پائی جاتی تھیں اس وقت یہ دو ہی خاندان منظر پور میں احمدی تھے دوسرا خاندان سید غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم کا تقایہ ڈاکٹر منصور احمد صاحب کے تبار ازاد بھائی بھی تھے اور ہم زلف بھی ان لوگوں کا ہمارے ساتھ ساقی عیسٰی تھا اور مثالی سا کر، وہاں درحقیقت بہار میں یہ ایک بہت بڑا اور بڑا احمدی خاندان ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہلک کرم کو داران۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو احمدیت کے ساتھ علم و عقیدت کا خاص مقام عطا فرمایا ہے اور درحقیقت اعتبار سے بھی یہ خاندان سرعت کے ساتھ ارتقاء کا منازل طے کرتا رہا جا رہا ہے "اور میں" سے اس خاندان کا آغاز ہوا پھر اردل آ رہا گیا۔ کھنڈ، منظر پور لندن کینڈا امریکہ اور پاکستان تک اس کی شجر آ و رہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

اور مرحومہ کو جنسہ اللہ و میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ (ایڈیٹر)

شاعرات احمدیت

ناصرات الاحمدیہ کے نام

ناصرات الاحمدیہ کی ہر ایک بچی کے نام
پہنچے ترمیم کا دعاؤں سے بھرا پیار و سلام
یہ صدی یا ابی مبارک ہو خدا کا یہ العام
کیا تمہیں معلوم ہے اے بیٹو اپنا مقام ؟
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دین احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

قوم احمد جو سنوارے تم دہائی تدبیر ہو
تم محمد کی ہو امت دین کی تدبیر ہو
منعکس ہے نور ایمان جس میں وہ تصویر ہو
تم نہیں ہو خواب کوئی خواب کی تعبیر ہو
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دین احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

اک خدا، قرآن، محمد سب سے افضل جاننا
مہدی و دوران امام وقت کو پہچاننا
تم خلیفہ وقت کا ہر حکم ہر دم ماننا
بس اسی تعلیم کو تم اپنا مقصد جاننا
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دین احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

ساری دنیا سے جہالت کو مٹانا ہے تمہیں
پھر رسوم بد سے مسلم کو چھڑانا ہے تمہیں
کشتی اسلام طوئیاں سے بچانا ہے تمہیں
تریت سے قوم کو کھل رہ پانا ہے تمہیں
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دین احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

سیکھ دنیا پیار سے دل جیتنے کا تم سے فن
مہر و الفت کا زمانے کو سکھانا ہے چمن
دل میں ہو اسلام پھیلانے کی ہر لمحہ لگن
کوششوں سے تیری جتنی احمدیت کا چمن
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دین احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

راہ حق میں کام کوئی بھی نہ تم پر بار ہو
تم جسم صدق ہو، اخلاق ہوا، ایثار ہو
جس پر صدیوں قوم کو ہونا زدہ کر دیا ہو
نیکیاں کرتی چلو بدیوں سے تم ہیرا ہو
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دین احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

تم بنو اپنے عمل سے ایسی تابندہ مثال
بنو کا مثل جیسے بن جاتا ہے نازک سا ہلال
بھول کر دل میں غمناکی کا کھس آگئے نہ خیال
وہ کہ بن جائیں نہ راہوں میں کہیں دنیا کے خیال
پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دین احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو

علم کی اور بے ہو چادر پہنے تقویٰ کا لباس
گھر کو بھی تکر آ رہ جائے تیرے پاس
تم بڑھو راہ خدا میں بے خوف و ہراس
قوم و ملت کی وطن کی تم سے وابستہ ہے آسما

کچھ گمنام لوگوں کے لئے

افضل میں شائع ہونے والی بعض نظموں کی شاعرات کو بعض مخالفین نے درجے
دھکانے کیلئے خطوط لکھے۔ یہ تمام خطوط افضل کی معرفت ہی آتے رہے ہم یہ تمام خطوط
جنہیں خط لکھے گئے تھے انہیں پہنچاتے رہے ان شاعرات میں سے فہیدہ میز بھی ہیں چنانچہ
فہیدہ صاحبہ نے ان خطوط سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی۔ جو قارئین کی خدمت میں پیش کی
جاتی ہے۔ خط چونکہ اپنی غلاظت کیوجہ سے ناقابل اشاعت ہیں اس لئے وہ شائع
نہیں کئے جا رہے لیکن ان خطوں کے جواب میں اس نظم کو پڑھنے سے پتہ چیل
سکتا ہے کہ ہمارے بعض مخالف کس طرح بدہن رہتے ہیں اور ہم کس کس
اور بریاری کے حامل ہیں۔

(مدیر)

کتنی گنہگار ہوں سب جانتے ہیں لوگ
پھر بھی دنا شعار ہوں سب مانتے ہیں لوگ
بے نام بے نمود ہوں یکس ہوں اور غریب
ہاں تیرے نام سے مجھے پہچانتے ہیں لوگ
عجوب تو خدا کا ہے میری مجال کیا؟
دیوانی تیرے نام کی گردانتے ہیں لوگ

عاجز ہوں مجھ کو رجز سے زاری سے واسطہ
کس واسطہ ڈراتے ہیں کیوں ڈانتے ہیں لوگ
کہتے ہیں تیرے دین کو کپڑوں میں الوداع
گھر بیٹھے گند لکھتے ہیں خط ڈالتے ہیں لوگ
آنکھوں میں آنکھ ڈال کے کہتے ہیں جھوٹ بات
کہنا پڑے جو سچ تو بہت کاچتے ہیں لوگ
دستار اور عمامہ کی اب خیر تما نکلتے

بھڑوں میں اُدھر کون ہے پہچانتے ہیں لوگ
اللہ ہے ایک اور محمد رسول ہیں
اس سچ کو غن کہوں تو برا مانتے ہیں لوگ
میں تیرا نام لوں گی کہوں گی مجھے رسول
سولی پہ مجھ کو ٹانگ دیں گر ٹانگتے ہیں لوگ

میرے خدا نے مانے کو سمجھاؤں کس طرح؟
ایک بے لوائی دیات بھلا مانتے ہیں لوگ
اعلیٰ مرتبہ ان کو دلوں کو گرا سا اک جواب
پر میری تکنت کو بھی پہچانتے ہیں لوگ
ڈاکٹر فہیدہ میز
(بشکریہ روزنامہ الفضل ربرہ ۱۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دین احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو
مکراتی سنو کیوں تم تو ہو لجنہ کی جان
تم بنو تاریخ میں اسلام کی روشن نشان
تم کو ہر سرگام پر حاصل ہو اللہ کی امان
تم کرو اتنی ترقی ہم نہ کر پا میں گمان

پرچم فتح و ظفر ہاتھوں میں لو آگے بڑھو
دین احمد کے لئے داعی الی اللہ تم بنو
محتاج دعا مبارکہ مریم
الیہ ڈاکٹر محمد عابد صاحب شاہیما بنو



اسیرانِ راہِ مولا

جہاں عشق کی تو قیر تم نے بڑھادی
نثار ایسی اسیری پر لاکھ آزادی
ہلاکشانِ تعصب تھے ہر جگہ پر اسیر
کھینچنا ملک کہ یہ قربانی تم نے تنہا دی
زندہ تھے مگر سے لیا جب بھی لب پہ نام آگیا
گھٹنا جو غم کی آغوشی دل سے تھوڑی برسا دی
نہ دیکھی جاتی تھی ہم سے حضور کی تکلیف
قبائے اشک دعاؤں کو ہم نے پہنا دی
عجیب لطف رہا ان دنوں عبادت کا
مینوں پسند طبیعت کچھ اور بہلا دی
ستم سہا سہے تو برسا ہے خوب ابر کرم
ہوئے ہیں ایک تناسب سے دولوں ایزدی
ستم نظریہ قدرت پر شو جبرست ہوں
وہ خود کہاں ہے ہمیں جس نے اتنی ایزدی
وہ لوگ رکھتے ہیں نشتر ہماری شہ رگ پر
ہمیں گوارا نہیں پھر بھی ان کی بربادی
وفا کا قہر ہوا اسیر بند و بارونقی
تمہاری دیردیری سے ہوئی ہے آبادی
تمہارے صبر کی ہوں گی روایتیں تحریر
نئے حوالوں سے تاریخ تم نے لکھوادی
خوش نصیب ثبات قدم ثبات یقین
نثار ایسی اسیری پر لاکھ آزادی
امتہ الباری ناصر - کراچی

۱۹۵۳ء ہجری ۱۴۳۵ھ

سلام! میں صبح کے پیغام
تیرے نام پر ہم سناٹے گئے
تیرے نام پر خون بہاٹے گئے
وہ لوگ آج زندہ جلائے گئے
ستم پرستم ان پر ڈھائے گئے
وہی خاک دخول میں نہاٹے گئے
سیر تختہ دار لائے گئے
وہ لوگ سناٹ پر اٹھائے گئے

بنے تھے جو اوروں کا آرام جاں
جو تریاق کے کر پھرے کو بکسو
اسیروں کی جو دستکاری کریں
فرشتوں کو بھی جن کی تھی آرزو
اگر خاک میں وہ ملائے گئے

مگر اسے نگہار خیر الہام
دعاؤں میں معور تھی ہر گھڑی
یہ دور پر آشوب تھا جانگذا
بڑے تلخ حالات کے باوجود
پیام آ رہا تھا سے غرض سے
خدا آپ سے دور کر کر رہا
گزر جائے گا دور سودائے خام

اقوامِ عالم میں منایا جانے والا ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء

از مکرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب بدایہ

۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں جماعت احمدیہ کا ۱۰۰ سال مکمل ہونے کی خوشی میں منسلک جشن منانے کے نام سے جوبلی تقاریر کا آغاز ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے منادی بن کر حمد و شکر کے راگ الاپتے ہوئے خوشیاں منائیں۔ یہ خدائی تصرف ہی ہے کہ دنیا کے کئی اور تقویمی نظاموں میں عین اسی تاریخ کو بعض اور قوموں نے بھی خوشیوں کے بعض تہوار منائے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے ساری دنیا کو امت واحدہ کی لڑی میں پروئے کے اپنے خدائی منصوبہ پر یہ عقلی شہادت دنیا کے سامنے پیش کی کہ اس زمانہ میں اس نے جس جماعت کو اس اہم ذمہ داری کے لئے چنا کہ وہ دنیا کو امت واحدہ بنائے اس جماعت کے عہد سالہ جشن منانے کے تابع دوسری قوموں کے تہوار رکھ دئے اور ساری دنیا کو مجبور کر دیا کہ وہ اس خدائی جماعت کی خوشی کے روز اپنے ہاں بھی خوشیاں منائیں اور یہ تو خدا کی بہت ہی عجیب شان ہے کہ وہ ملک جس میں آج جماعت احمدیہ پھیل رہی ہے زیادہ مضالم ڈھائے جا رہے ہیں اور جہاں احمدیوں کے پرستم نے بنیاد خدا انسانی حقوق بھی ادا نہیں کئے جا رہے اس ملک میں شدید ترین مخالفوں کے باوجود ۲۳ مارچ کو ہر تمام اہل پاکستان، یوم پاکستان کی مناسبت سے جشن منانے پر مجبور تھے پس یہ امر حکمت سے خالی نہیں کہ ۲۳ مارچ جماعت کے آغاز کا دن ہے اور پاکستان کے قیام کا دن بھی۔

جہاں تک اس روز بعض دوسری قوموں کے جشن منانے کا تعلق ہے تو ایران میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کا دن ولادت حضرت قائم یعنی حضرت امام مہدی کا دن شمار ہوا۔ اسی پر یس نہیں بلکہ ایرانی کیمندر کے مطابق ارمال عید نوروز بھی ۲۳ مارچ کو ہی منائی گئی تھی جس کے بارے میں ایک دنیا جانتی ہے کہ ایرانی قوم کو سب سے زیادہ خوشی جیسے نوروز منانے کا ہوتا ہے۔ ممکن ہے اس روز اور بھی خاصیت ہوگی جس کا ہمیں علم نہیں۔ اگر شیعہ لوگوں کے نزدیک ان کے مہدی کا روز تو ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء تھا تو یہ خدائی مشیت ہی ہے کہ عین اسی روز امام الزمان مہدی دورانِ علیہ السلام نے ایک جماعت کی ۱۰۰ سال قبل بنیاد رکھی اور اس سال اس جماعت نے عین اسی روز اپنی سو سالہ جوبلی منائی۔ جماعت کی اس خوشی میں اگر پاکستان یا ایران یا کسی اور قوم کے تہوار بھی آئے تو یقیناً وہ بھی اسی یونین فارم میں ملبوس ہوئے جو یونین فارم میں اس روز جماعت احمدیہ ملبوس تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ فَضْلُ اللّٰهِ يَكُونُ تَيْسَرٌ مِّنْ يَّكْشَاؤُ

نوٹ از ایڈیٹر

قبل ازیں "بدر" میں شائع ہو چکا ہے کہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو سب سے پہلے ایسا ایک بڑا تہوار منایا اور ہندوستان اور پاکستان میں بھی سیاسی سطح پر اس روز بڑے بڑے تہوار منائے گئے اور پارسیوں نے بھی ۲۳ مارچ کو Zoroastrian کا بڑا تہوار منایا۔ ایذا ڈاکٹر صاحب کا یہ نکتہ قابلِ قدر ہے کہ وہ ملک جس میں آج جماعت احمدیہ پھیل رہی ہے زیادہ مضالم ڈھائے جا رہے ہیں اور بنیادی انسانی حقوقی عصب کئے جا رہے ہیں وہ یوم پاکستان کی نسبت سے ۲۳ مارچ کو جشن منانے پر مجبور ہو گئے۔

والفضل ما شہدت لہ الا عداؤ۔ فضیلت وہ ہے جس کی گواہ دشمن بھی دیں

افضل الذکر لا الہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چٹ پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
CALCUTTA - 700073

PHONE } 275475.
RESI. 273903

AUTOWINGS

15, SANTHOME HIGHROAD

MADRAS 600004

PHONE NO 76360

74350

انٹو ونگس

الْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْقُرْآنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(ایام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE-279203

CARD BOARD BOX MFG CO

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARD BOARD
CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCE STREET, CALCUTTA - 700072

خالص اور معیاری زیورات کام کرنا

المسبحہ جہولر

ہمدرد پرائیمری سکسڈ شوکت علی اینڈ سنز

نور شہید گالا فوٹو مارکیٹ پورہ سارنہ نثار ناظم آباد کراچی فون ۶۶۹۹۷۳

تمام ہویہ سیم فخر جہان میں ہو مصلح نہ ہو تمہاری یہ محنت خود کرے

راچوری الیکٹریکلز (ایلیکٹرک گھڑی کار)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO. OP HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6 GROUND FLOOR, OLD CHAPALA.

OPP CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES } OFFICE . 6348179 } BOMBAY-400099.
RESI - 6289389

اشفقہ و اقارب و اقارب
(سفارش یک کرو تم کو سفارش شمس کا بھی اجری لگا)

RABWAH WOOD INDUSTRIES

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS,

DEALERS IN:-

TIMBER TEAK POLES, SIZES, FIRE WOOD

MANUFACTURER OF:-

WOODEN FURNITURE, ELECTRICAL ACCESSORIES ETC

PO. VANIYAMBALAM

(KERALA)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
”یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے ہیں اور عام مسلمانوں کو
یہ یقین دلا نا چاہتے ہیں کہ یہ شخص مع اس کی تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہے یہ ان حاسد بولوں
کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا جن یا پنج چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی
گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی عظام یعنی قرآن کو ہم ہر روز اس کے حکم سے ہم اس کو بچھہ مار رہے ہیں اور فاروقی رضی اللہ عنہ کی طرح ہمارے
زبان پر حشمت کتاب اللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث
اور قرآن میں۔ پس یہاں ہو تو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔۔۔۔۔“ (ایام الصلح ص ۱۷)

مسار

محمد شفیع سہرگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ مارون احمد۔
پہسوانی۔ مکر مہیاں محمد بشیر صاحب سہرگل مرحوم۔ کلکتہ

طالبان دعا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے بڑے محققوں پر دم گرد، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کر، نہ خود غائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کر، نہ خود پسند ہو کر ان پر تکبر۔

(مکتبہ نوری)

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
6 - ALBERT VICTOR ROAD FORT,
GRAM - MOOSA RAZA } BANGALORE-560002
PHONE:- 605558

اَشِدُّواْ اَخَاكُم
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)

AZ MOHAMMAD RAHMAT
PHONE 393238
893518
SPECIALIST IN ALL KINDS
TWO WHEELER MOTOR VEHICLES.
45, B. PANDUMALI COMPOUND.
DR. BHADKAMKAR MARG BOMBAY-400008

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے، ملفوظات جلد ہفتم

فون نمبر- 42916 نیپاکم "ALLIBD"

الامید پروڈکٹس

سپلائرز: کرشن لون - لون میل - لون سینیوس - اندامان ہونس وغیرہ

(پتہ) بنگلہ ۱۲/۷۲، عقب لاجپورہ ریلوے اسٹیشن حیدرآباد دکن (آندھرا پردیش)

التشادینوک

اَسَلَمْتُ نَسَلَمْتُ
اسلام لا، تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا
(محتاج دعا)
لکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

AUTHORISED DISTRIBUTORS

JOHNS PARTS

AUTHORISED DEALERS

AMBASSADOR - TREKKER
GEOFORD - CONFESSA

PERKINS 23 PA PC 21

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول و ڈیزل کار، ٹرک، بس، جیپ اور ماروتی [ٹالکاپ "AUTOCENTRE"]
28-5222 } ٹیلیفون نمبر:-
28-1652 }

کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

AUTO TRADERS, 16 MANGOE LANE, CALCUTTA-700001.

الوٹریدرز

۱۴- منگولین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

میں تیری تسلیج کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان، حکیم ساری، مادریٹ، مالچ پور کنک (ارلیسہ)

(پیشکش)

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

السید الدبکاف عبیدہ

پیشکش بالی پولیمرز کلکتہ - ۷۴

ٹیلیفون نمبر:- ۵۲۰۴، ۵۱۳۷، ۵۲۰۸، ۵۲۰۳

The Weekly Badr QADIAN 143516

AHMADIYYA MUSLIM CENTENARY
1889 - 1989

14th, 21st DEC. 1989.

ANNUAL NUMBER

PRICE Rs. 4 - 00

BANI[®]

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات



1956-1981



ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : **BANI HOUSE** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)

CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137

CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 27-2185 CABLE: AUTOMOTIVE

دُعاؤں کے محتاج : ظفر احمد بانی، منظر احمد بانی، ناصر احمد بانی و محسن احمد بانی
پسران میاں محمد یوسف صاحب بانی سرخوم و سفور